مسلسل اشاعت کے 57 سال

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

ماہنامہ

الحق

693
شوال
۱۴۴۴ھ
مئی ۲۰۲۳

خصوصی اشاعت برائے
تفسیر لاہوری

تفسیر لاہوری کے منظر عام پر آنے کے بعد سے الحمدللہ علمی حلقوں میں بے پناہ پذیرائی حاصل ہورہی ہے اور نامور علماء اکابر کی طرف سے بطور خراج تحسین تبصرے و تقریظات اور مضامین و کالم لکھے جارہے ہیں، ماہنامہ "الحق" اس تاریخی تفسیری و علمی خدمت کے پیش نظر اپنی خصوصی اشاعت پیش کررہا ہے

تفسیر لاہوری

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ ِ النَّبِیِّ الْأُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّم تَسلِیمًا

جلد نمبر 58
شمارہ نمبر 8
شوال ۱۴۴۴ھ
مئی ۲۰۲۳ء

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ
الحق
اکوڑہ خٹک

بانی	باہتمام	نگران	مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ	حضرت مولانا انوار الحق صاحب	مولانا حامد الحق حقانی	حافظ راشد الحق سمیع حقانی

نائب مدیران: مولانا حبیب اللہ حقانی، مولانا محمد اسلام حقانی — منتظمین: مولانا محمد فہد، بابر حنیف

فہرست مضامین

- نقش آغاز: ''تفسیر لاہوری'' کی اشاعت پر ماہنامہ ''الحق'' کا خصوصی شمارہ ...... مولانا راشد الحق سمیع ۲
- مقدمہ: مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی قابل قدر کاوش ...... شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی ۶
- جامعہ حقانیہ کا عظیم کارنامہ ...... شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد انوار الحق مدظلہ ۹
- ''تفسیر لاہوری'' ایک علمی وتفسیری ذخیرہ ...... حضرت مولانا حامد الحق حقانی ۱۰
- ایک عظیم تفسیری شہکار اور وقیع علمی سوغات ...... حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی ۱۱
- ''تفسیر لاہوری'' پر معاصر علماء کی تقریظات سے اقتباسات ...... مولانا محمد اسلام حقانی ۱۳
- مولانا احمد علی لاہوریؒ کی کرامت اور مولانا سمیع الحق کا شاہکار ...... مولانا اللہ وسایا ۱۸
- ''تفسیر لاہوری'' ایک معجزہ ایک کرامت ...... جناب حامد میر ۲۳
- حضرت مولانا سمیع الحق شہید کا عظیم علمی کارنامہ ...... مولانا محمد شفیع چترالی ۲۶
- تفسیر لاہوری: تعارف، منہج اور امتیازات ...... ڈاکٹر مولانا عبدالحکیم اکبری ۲۸
- ''تفسیر لاہوری'' ایک گراں مایہ تحفہ ...... شیخ القرآن مولانا نور الہادی ۳۶
- تفسیر لاہوری ایک گوہر نایاب ...... مولانا سعید اللہ شاہ ۳۷
- عشق ومحبت کا لازوال سفر آرزوئے ناتمام کا اتمام ...... مولانا طاہر محمود اطہر ۳۹
- تفسیر لاہوری: ایک بیش قیمت ورثہ ...... مولانا عرفان الحق حقانی ۴۳
- ابا جی شہیدؒ کی ایک دیرینہ آرزو وتمنا کی تکمیل ...... مولانا اسامہ سمیع الحق ۴۶
- عاشقان قرآن کے لئے ایک حسین تحفہ ...... مولانا محمد فہد حقانی ۴۷
- تفسیر لاہوری: ایک قیمتی علمی جوہر ...... مولانا ڈاکٹر قاسم محمود ۴۸
- تفسیر لاہوری: مجمع البحار ...... مولانا الطاف الرحمن عباسی ۵۰
- علوم وافکار لاہوریؒ کا انسائیکلوپیڈیا ...... مولانا محمد اورنگزیب اعوان ۵۳
- علوم ولی اللہی کا مظہر ...... مولانا مفتی محمد وہاب حقانی ۵۴
- مشتاقان قرآن کے لئے علمی سوغات ...... ڈاکٹر مولانا سعید الحق جدون ۵۸
- افکار وتاثرات بنام مدیر ...... مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی ۵۹
- دارالعلوم کے شب وروز ...... صاحبزادہ عبدالحق ثانی ۶۷
- تبصرہ کتب ...... مولانا محمد اسلام حقانی ۷۱

نقش آغاز

مولانا راشد الحق سمیع

''تفسیر لاہوری'' کی اشاعت پر ماہنامہ ''الحق'' کا خصوصی شمارہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی شہرہ آفاق پہلی مکمل ''تفسیر لاہوری'' کی اشاعت و طباعت حضرت والد شہیدؒ کی زندگی کی سب سے بڑی دیرینہ آرزو اور تمنائے بیتاب تھی جس کی ضبط و تالیف اور ترتیب میں آپ ہمہ وقت مستغرق رہتے، یہ دراصل آپ کے ۱۹۵۸ء کے زمانہ طالب علمی کے درسی و تفسیری نوٹس تھے جو آپ نے تقریباً ساٹھ برس تک اپنے پاس محفوظ رکھے تھے، عرصہ دراز سے حضرت والد صاحب شہیدؒ اور راقم سمیت کئی علمی شخصیات کی یہ تمنا تھی کہ تفسیر لاہوریؒ کی اشاعت ہونی چاہیے تا کہ علمی وعوامی حلقے بھی اس عظیم علمی و تفسیری ذخیرے سے مستفیض اور مستفید ہوسکیں لہٰذا آٹھ سال قبل آپ نے اس کی تدوین و ترتیب کا کام بڑے اہتمام سے شروع کیا اور یوں اس عظیم کاوش کو باقاعدہ مرتب و مدون کرنے کا دیرینہ داعیہ روبعمل ہوگیا تھا اور آپ نے سیاسی، سماجی اور دارالعلوم کے اہتمام کی بے پناہ مصروفیات، درس و تدریس، ضعف و بیماری اور پیرانہ سالی و اسفار کے باوجود دن رات قرآن کریم کی تفسیری خدمت کا سلسلہ جاری رکھا اور تندہی سے اس پر کام کرتے اور کرواتے رہے، اس دوران آپ کو دل کا عارضہ بھی لاحق ہوا اور آپریشن کا خطرناک مرحلہ بھی پیش آیا لیکن اسکے باوجود آپ تفسیر کا کام ہسپتال میں بھی جاری رکھے ہوئے تھے اور آپریشن کے بعد ہسپتال میں ہوش و حواس بحال ہوتے ہی نئی زندگی کا عملی آغاز تفسیر کے کام سے کیا اور تفسیر کے مسودات منگوا کر فرمایا کہ ''اِس کی تکمیل کی خاطر اپنے پروردگار سے زندگی کی دعائیں، صحت اور فرصت کے لمحات اس دیرینہ علمی و دینی کام کی تکمیل کی ''نذر'' مَیں نے آپریشن سے قبل مانی ہے۔'' اسی طرح ایک موقع پر آپ نے حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی سے اِس تفسیر کے متعلق یوں فرمایا کہ ''اب تو صرف تمنا ''تفسیر لاہوریؒ'' کی تکمیل ہی ہے کہ جاتے جاتے قرآن کی خدمت کا کچھ حق بھی ادا ہوجائے، شیخ الہندؒ نے ترجمہ قرآن کے مقدمہ میں ایک شعر لکھا ہے اب میرا بھی یہی شعر وظیفہ ہے

روز قیامت ہر کسے در دست گیر د نامہ اے　　من نیز حاضر می شوم ''تفسیر قرآں'' در بغل

مگر ہائے افسوس! کہ حضرت والد صاحب شہیدؒ کی یہ دیرینہ تمنا ان کی زندگی میں پوری نہ ہوسکی اور مشیت الٰہی کو کچھ اور ہی منظور تھا، دو نومبر ۲۰۱۸ء کو سفاک ''نامعلوم'' قاتلوں نے انہیں شہید

کردیا اور دست اجل نے اُن سے قلم رکھوالیا کہ اب یہ بوڑھے ہاتھ لکھتے لکھتے تھک گئے ہیں اور یوں آپ سے تقریباً سوا تین پاروں کا کام باقی رہ گیا (گوکہ حضرت والد صاحب شہیدؒ نے اپنے قلم سے ۱۹۵۸ء میں یہ تمام اَمالی تفسیر محفوظ کرلی تھی اور ان پر حواشی کا کام بھی اپنی حیات ہی میں مکمل کرچکے تھے، صرف کمپیوٹر کی کمپوزنگ (کتابت)، عنوانات کا انتخاب اور تصحیح وغیرہ رہ گئی تھی جو بعد میں الحمدللہ ہماری ٹیم نے مکمل کیا) تفسیر کا اکثر کام اپنے ہاتھ سے مکمل فرماچکے تھے لیکن کاتبِ تقدیر کے لکھے اور جرسِ اجل کے بلاوے کے باعث تشنۂ تکمیل اور ادھورے چھوڑکر خلدِ بریں کی جانب روانہ ہوگئے اور پروردگارِ عالم کے پاس مسودات ''تفسیر لاہوری'' کا ادھورا ذخیرہ، شوق شہادت کی آرزو میں اپنے ہمراہ لے گئے حالانکہ علمی حلقے اور ہم سب اس کے مشتاق اور چشم براہ تھے۔

زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا		ہمی سو گئے داستاں کہتے کہتے

ان شاء اللہ مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ حضرت والد ماجد اور میرے استاد محترم مولانا سمیع الحق شہیدؒ اپنی ادھوری آرزو کی تکمیل واشاعت پر اس ناکارہ فرزند و ادنیٰ شاگرد کی اس چھوٹی سی خدمت سے عالم برزخ میں خوشی اور سکون محسوس کریں گے۔ یہ دراصل میرے استاد محترم حضرت اباجی شہیدؒ کے ہی سکھائے گئے آدابِ فرزندگی، فیضانِ نظر اور جامعہ حقانیہ کے مکتب عشق کی کرامت ومحبت تھی کہ اس کوہ گراں کو مجھ جیسے ناتواں نے اپنی ٹیم کے ہمراہ سر کیا۔

روحِ پدرم شاد کہ می گفت بہ استاد		فرزند مرا عشق بیاموز و دگر ہیچ

پھر خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس نے مجھ جیسے کمزور، ناتواں اور کوتاہ ہمت طالب علم کو اتنی ہمت اور حوصلہ عطا فرمایا کہ حضرت والد صاحب شہید ناموس رسالتؐ وشہید جہاد افغانستان حضرت مولانا سمیع الحقؒ کی شہرہ آفاق ''تفسیر لاہوری'' کی تکمیل وترتیب کو سورۃ الناس تک پہنچانے کی خدمت ونگرانی کی توفیق بخشی گوکہ حضرت والد شہیدؒ کی شہادت کے حادثہ وجدائی نے کمر وحوصلہ دونوں کو توڑ دیا تھا، قویٰ واعضاء مفلوج ہوگئے تھے اور عقل وخرد پر غم کے پردے پڑ گئے تھے لیکن پھر بھی اُنہی دنوں میں ''موتمر المصنفین والحق'' کی ٹیم کو اکٹھا کیا اور اِنہیں تاکید کی کہ حضرت شہیدؒ کی اس آخری خواہش کو ہر حالت میں بغیر رُکے اب پایہ تکمیل تک جلد سے جلد پہنچانا ہے، چاہے حالات جس نہج پر بھی چلے جائیں لیکن تفسیر کی تکمیل وترتیب ہر حال میں جاری وساری رہنی چاہیے، الحمدللہ اس بہادر محنتی فضلاء کی ٹیم نے دن رات ایک کرکے تفسیر کا عظیم کام مکمل کرلیا اور سال ۲۰۱۹ء رمضان المبارک میں (جو قرآن کا مہینہ ہے) اس کی مناسبت اور اختتام و برکت کیلئے صرف سورہ الناس کی

تفسیر کا کام ۲۷ویں شب کو مقبرہ حقانیہ میں حضرت والد صاحبؒ کے مزار پر دارالعلوم کے شیخ الحدیث حضرت مولانا مغفور اللہ صاحب مدظلہ ودیگر مشائخ ،مدرسین اور خاندان کے افراد کے ہمراہ مکمل کرلیا،ان راتوں کا انتخاب اس لئے بھی کیا گیا تھا کہ ان میں لیلۃ القدر کا احتمال زیادہ ہوتا ہے اور حرمین شریفین میں ختم قرآن بھی انہی راتوں میں ہوتا ہے اور اس کے بعد نظر ثانی ،کچھ مفید اضافے اور نئے عنوانات کے انتخاب اور خصوصاً اشاعت جیسے مشکل مراحل کی ذمہ داری مجھ جیسے ناکارہ ،کوتاہ ہمت طالب علم کے کمزور کاندھوں پر ڈالی گئی ،راقم کی بھرپور کوشش رہی کہ حضرت والد صاحب شہیدؒ کی زندگی کی سب سے بڑی اور آخری تمنا اوران کے بہت بڑے علمی کام کو اکھٹا کرکے اشاعت کی کٹھن منزل کو کامیابی سے سرکرلوں تو یہ میرے لئے زندگی کا سب سے بڑا مقصد وسرمایہ آخرت ہوگا اور روایتی ''صاحبزادگی وناا ہلی کے طعنوں'' سے بھی اپنا دامن بچ جائے گا۔

تفسیر کی اشاعت میں تاخیر درتاخیر کئی وجوہات سے ہوتی گئی،ان میں ایک بڑی وجہ گیارہویں پارے سے تیسویں پارے تک کی تفسیری نہج کی تبدیلی تھی دراصل پہلے دس پاروں کی نہج ، ترتیب اور تفسیر اجمالی نوعیت کی تھی بعد میں حضرت والد صاحبؒ نے نظر ثانی فرمائی تھی اور آپ نے بیس پاروں کو قدرے تفصیل اور مختلف نہج وترتیب سے مرتب کرنا شروع کردیا،اس موقع پر آپ نے فرمایا تھا کہ ''جب یہ بیس پارے مکمل ہوجائیں تو پھر پہلے کے دس پاروں کی ترتیب نہج وغیرہ بھی ازسرنو اسی طرز پر ترتیب دوں گا ''لہٰذا سورہ نجم ستائیسویں پارے سے نئے عنوانات ،مجلسی و درسی افادات وتوضیحات لکھنا اور تمام تفسیر کو ایک ہی نہج میں لانا ایک بہت بڑا معرکہ بن گیا تھا جس کو ہم جیسے کمزور و ناتجربہ کار لوگوں کے لئے سر کرنا ایک بڑا تجربہ اور دشوار گزار مرحلہ تھا لیکن برادرم مولانا فہد حقانی (جن کو اللہ تعالیٰ نے جوانی میں بہت اعلیٰ علمی وتحقیقی صلاحیتوں سے مالا مال فرمایا ہے،وہ اس حوالے بڑے خوش قسمت ہیں کہ ہزاروں فضلائے حقانیہ میں سے اللہ تعالیٰ نے انہیں اس عظیم کام میں شامل ہونے کے لئے حضرت والد صاحبؒ جیسی بڑی علمی شخصیت کے ساتھ کام کرنے کے لئے منتخب فرمایا) نے بھی بڑی استقامت وقابلیت کے ساتھ کام جاری رکھا اور میرے ساتھ اس کام کو سر کرنے کیلئے آخر تک پرعزم رہے،میں یہاں پر حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ ،مولانا اسرار مدنی ،مولانا مفتی ذاکرحسن ،مولانا محمد اسلام حقانی ،مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی ،مولانا اسد اللہ حقانی ،مولانا مفتی محمد شکیل صاحبان کا بھی شکرگزار ہوں جنہوں نے اس عظیم کام میں ہمارا بہت ساتھ دیا،اس کے ساتھ ساتھ میں اپنے ماہنامہ ''الحق'' کے بہت ہی مخلص اور قدیم کمپوزر برادرم جناب بابر حنیف صاحب ،

مولانا نعمان حقانی کا بھی تہہ دل سے ممنون ہوں جنہوں نے دن رات ایک کرکے اس کی سیٹنگ، کمپوزنگ، تصحیح وغیرہ میں اپنا خون جگر شامل کرکے اس گلدستہ کو سینچا و ترتیب دیا ہے، حضرت والد صاحبؒ کی شہادت کے بعد ان چار سالوں میں مَیں جب بھی حضرت والدؒ کے مزار پر حاضری دیتا تو دل میں اس بات کا قلق ہوتا کہ تفسیر کی اشاعت میں مختلف وجوہات کی بنا پر مسلسل تاخیر ہوتی چلی جارہی ہے جس کیلئے معذرت خواہ ہوں اور وہیں مزار کے احاطہ میں بیٹھ کر ذہن میں ایک نیا ہدف مقرر کرلیتا کہ اس عرصہ اور فلاں تاریخ تک تفسیر کا کام مکمل ہوجائے گا لیکن قدرت نے ہر چیز کے لئے ایک وقت متعین کررکھا ہے اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا راقم کی یہ بیتاب تمنا تھی کہ قرآن کی یہ عظیم الشان تفسیر جلد شائع کروا کر اپنے عظیم والد شہیدؒ کے مزار پر حاضری کے موقع پر پیش کروں کہ جو علمی قرض آپ میرے ذمہ چھوڑ گئے تھے الحمدللہ وہ قرض ہم سب نے چکا دیا ہے ۔

ہر ے چارہ گر کو نوید ہو، صفِ دشمناں کو خبر کرو ۔۔۔ وہ جو قرض رکھتے تھے جان پر وہ حساب آج چکا دیا
جوڑ کے تو کوہ گراں تھے "تم" جو چلے تو جاں سے گزر گئے ۔۔۔ رہ "یار" ہم نے قدم قدم تجھے یادگار بنا دیا

اور آپ کی ادھوری تمنائے خام کو بار آوری یعنی اشاعت کے لباس سے آراستہ و مزین کرادیا ہے۔ ع گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

الحمدللہ! ''تفسیر لاہوری'' کے منظر عام پر آنے کے بعد اِسے بے حد سراہا جارہا ہے، یہ دراصل حضرت لاہوریؒ اور حضرت والد ماجد شہیدؒ کی کرامت بعد از وفات ہی ہے کہ اِسے علمی حلقوں اور عوام میں کافی پذیرائی حاصل ہوئی، راقم کو ملک و بیرون ملک ہر طرف سے تہنیتی پیغامات اور خطوط و تاثرات موصول ہورہے ہیں اور بعض اہل علم وقلم حضرات نے تو اخبارات و رسائل میں ''تفسیر لاہوری'' پر مضامین و کالم بھی لکھے اور یہ سلسلہ تاہنوز جاری ہے، چنانچہ ''الحق'' کی ٹیم نے مشورہ کیا کہ ان مضامین و تاثرات کو ''الحق'' کے خصوصی شمارے کی شکل میں مرتب کیا جائے تو یہ افکار و تاثرات محفوظ ہوکر تاریخ کا حصہ بن جائیں گے چنانچہ اسی مشورے پر عمل کرتے ہوئے یہ خصوصی شمارہ تیار کیا گیا ہے،ان میں بعض مضامین کافی طویل تھے تو انہیں تنگی صفحات کی وجہ سے مختصر کیا گیا اور بعض مضامین کو بوجوہ شامل نہ کرسکے،جس کے لئے معذرت خواہ ہیں۔اللہ تعالیٰ اس عظیم تفسیر کو خاص اپنی رضا اور ہم سب کی مغفرت کا ذریعہ بنائے اور حضرت لاہوریؒ اور حضرت والد ماجد مولانا سمیع الحق شہیدؒ کیلئے اِسے تاقیامت صدقہ جاریہ بنائے (آمین)

شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ
صدر وفاق المدارس و جامعہ دارالعلوم کراچی

مقدمہ
مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی قابل قدر کاوش

الحمدللہ حضرت والد ماجد مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی مرتب کردہ ''تفسیر لاہوری'' دس جلدوں میں چھپ کر منظر عام پر آگئی ہے، شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے اس پر وقیع اور جامع مقدمہ تحریر فرمایا ہے، یہ دراصل حضرت والد مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی خواہش بھی تھی کہ ''تفسیر لاہوری'' پر معاصر علماء ومشائخ کی تقاریظ بھی ''قرآن عزیز'' کی طرح آنی چاہئیں اور حضرت والد صاحب شہیدؒ نے معاصر علماء کو تفسیر کے بعض حصے بھی ملاحظہ کرنے اور اس پر تقاریظ لکھنے کیلئے بھجوائے تھے جس میں نمایاں طور پر شیخ الاسلام حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب مدظلہ بھی شامل تھے۔ حضرت مدظلہ نے کمال شفقت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے اس پر ''مقدمہ'' تحریر فرمایا جو تفسیر کی زینت بنا، اب عم محترم حضرت شیخ الاسلام مدظلہ کا یہ مقدمہ اس خصوصی اشاعت میں بھی شامل کیا جارہا ہے۔ (مدیر الحق)

الحمدللّٰہ رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم وعلی آلہ وأصحابہ أجمعین امابعد:

میرے نہایت مشفق ومکرم بھائی اور محبوب دوست حضرت مولانا سمیع الحق صاحب شہیدؒ کی حسین یادیں میرے دل میں بکثرت ایک تلاطم بن کر رہ جاتی ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان سے دینی، علمی، ادبی، سیاسی الغرض ہر میدان میں نمایاں کام لئے، ان کا بہار آفرین قلم عرصہ دراز تک ماہنامہ ''الحق'' کے اداریوں کے ذریعے دین کی صحیح اور ٹھیٹھ تعبیر کا دفاع کرتا رہا، دین میں پیدا کی جانے والی تحریف کے مقابلے میں انہوں نے وہ جاندار اور مدلل تبصرے فرمائے جو ہمارے علمی اور ادبی ذخیروں کا بیش قیمت اثاثہ ہیں، سیاسی میدان میں نفاذِ شریعت کی جدوجہد ان کی خاص پہچان بن گئی تھی، جس پر اسمبلیوں کے درودیوار شاہد عدل ہیں، افغانستان کے جہادِ حریت میں ان کے

قائدانہ کردار کا زمانہ معترف ہے، غرض ان کی دینی وملی غیرت اوراس کے عملی مظاہروں سے ان کی ساری زندگی معمور رہی اور آخر کار اسی مبارک مقصد کی جدوجہد کے عین درمیان انہوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔

اپنی زندگی کے آخری ایام میں اللہ تبارک تعالیٰ نے ان کے دل میں قرآن کریم اوراس کی تفسیر کی خدمت کا وہ مبارک جذبہ پیدا کیا جوانہیں اپنی بیماریوں کے درمیان بھی بے چین رکھتا تھا، ان کی خواہش تھی کہ وہ قرآن کریم کی ایسی خدمت کرجائیں جو ان کے لئے بھی ذخیرہ آخرت بنے اورامت کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کے اس ابدی پیغام کو سمجھنے اوراسے عام کرنے کا ذریعہ بن جائے۔

اس کا وسیلہ یہ ہوا کہ درس نظامی کی تکمیل کے بعد انہوں نے اپنے یارِ غار حضرت مولانا شیر علی شاہ صاحب قدس سرہ کی معیت میں لاہور جاکر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ کے درس قرآن میں شرکت کا ارادہ ظاہر کیا اوران کے والد ماجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب قدس سرہ کی اجازت سے اس مقصد کے لئے لاہور کا قصد کیا تھا۔

حضرت مولانا احمد علی لاہوری صاحب قدس سرہ کا دورۂ درس قرآن پورے ملک میں مشہور تھا اور طالبان علوم قرآنی اطراف واکناف سے اس دورے میں شریک ہوتے تھے، حضرت لاہوری قدس سرہ نے ''قرآن عزیز'' کے نام سے قرآن کریم کا ترجمہ اوراس پر مختصر حواشی تحریر فرمائے تھے، یہ حواشی بظاہر مختصر ہیں لیکن ربط آیات اور رکوعات کے خلاصے کے لحاظ سے دریا بہ کوزہ کے مصداق ہیں، جن پر امام العصر حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب کشمیریؒ سے لے کر حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صاحبؒ اور حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ تک سب اس کی تعریف میں رطب اللسان رہے ہیں۔

اس کے بعد حضرت لاہوریؒ نے درس نظامی کی تکمیل کرنے والوں کے لئے تین ماہی دورہ جاری فرمایا تھا، جن میں ''القرآن العزیز'' کے منہج کو زیادہ تشریح کے ساتھ بیان فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب شہیدؒ نے اس دورہ تفسیر میں ذوق وشوق کے ساتھ نہ صرف شرکت کی تھی بلکہ حضرت لاہوریؒ کی تقاریر کو اپنے قلم سے محفوظ کرلیا تھا، اپنی آخری زندگی میں ان کے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ تقاضا پیدا فرمایا کہ ان کی تقاریر کو مرتب فرمائیں چنانچہ انہوں نے اپنے مشاغل کی

کثرت اور مختلف بیماریوں کے باوجود اس کام میں تمام تر صلاحیتیں صرف کردیں۔

اب ان کے قابل اور باذوق صاحبزادے عزیزم مولانا راشد الحق صاحب سلمہ (مدیر ماہنامہ ''الحق'') نے اس تقریر (افادات تفسیر) کو شائع کرنے کا مبارک ارادہ فرمایا تو مجھ سے فرمائش کی کہ چند سطور ان کے تعارف پر لکھ دوں اگر چہ میری خواہش تھی کہ میں اس پورے مسودے کو پڑھ کر اس سے استفادہ کروں لیکن پے در پے مشاغل کی بناء پر اس سے تو محروم رہا لیکن چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھ کر فیض یاب ہوا۔

حضرت مولانا احمد علی لاہوری صاحب قدس سرہ حضرت مولانا عبید اللہ سندھی صاحبؒ کے ابتدائی دور سے ان کے خاص شاگرد تھے اور اس دور میں ان سے جو استفادہ کیا، اس میں تفسیر قرآن، ربط آیات وغیرہ کے منہج کو اختیار فرمایا۔ حضرت مولانا عبید اللہ سندھی صاحبؒ کے آخری دور میں ان کے بعض اُن افکار ونظریات سے اکابر علمائے دیو بند نے اختلاف بلکہ برأت کا اظہار فرمایا تھا جو جمہور امت کے طریق سے ہٹے ہوئے تھے۔ ان کی بعض تفاسیر پر حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ نے التقصیر فی التفسیر کے نام سے ایک رسالہ بھی لکھا تھا لیکن جہاں تک مولانا احمد علی لاہوری صاحب قدس سرہ کے دورہ تفسیر کا تعلق ہے، جہاں تک بندہ دیکھ سکا، اس میں اس قسم کے افکار اور نظریات کا کوئی عکس نظر نہیں آیا۔

قرآن کریم کی تفسیر میں بعض جزوی نکات کا استنباط ہر دور میں جاری رہا ہے، کبھی تفسیر کے طور پر، کبھی ذوقی استنباطات یا جزوی یا علم الاعتبار کے طور پر۔ اس میں مزاج و مذاق کا اختلاف بھی ہر دور میں رہا ہے، اس سے کسی تفسیر کے مجموعی طور پر مستند ہونے پر فرق نہیں پڑتا، ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی یہ قابل قدر کاوش قرآن کریم کی فہم اور اس سے عملی نتائج حاصل کرنے کے لیے ان شاء اللہ تعالیٰ نہایت مفید ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس قابل قدر کاوش کو مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے لیے ذخیرہ آخرت اور پڑھنے والوں کے لیے قرآن کریم پڑھنے، اسے سمجھنے اور اس کی ہدایات پر عمل کرنے کی زیادہ سے زیادہ توفیق مرحمت فرمائیں (آمین ثم آمین)

بندہ

محمد تقی عثمانی عفی عنہ

جامعہ دارالعلوم کراچی (۱۲ رصفر ۱۴۴۴ھ)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد انوار الحق مدظلہ
مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ

''تفسیر لاہوری'' جامعہ حقانیہ کا عظیم کارنامہ

قرآن کریم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ ہے، جس کی وجوہ اعجاز بے شمار ہیں اوراس کا کلی ادراک ایک انسان کے بس کی بات نہیں، اس کا اعجاز حروف وصوت ،نشست الفاظ، انتخاب کلمات اور تقطیع اصوات، ترتیب و ترکیب کلام،سلاست و روانی ، ترتیل و سہولت ادائیگی، فصاحت و بلاغت، اسلوب بیان، مطالب و معانی، پیام و احکام، مقاصد و حقائق،اخبار غیب وقصص، غرض جزوکل میں جاری وساری اور ظاہر و باہر ہے۔قرآن کریم کے ترجمہ،تفسیر اور اعجاز پر ہر دور میں علمائے امت نے اپنی بساط کے بقدر کام کرنے کی کوشش کی ہے،اکابر علمائے دیوبند نے بھی اس میدان کو خالی نہیں چھوڑا، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کا رسالہ ''اعجاز القرآن'' علامہ سید سلیمان ندویؒ کا ''اعجاز القرآن'' پر مضمون ،سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جلد ثالث میں موجود ہے،اسی طرح علامہ محمد یوسف بنوریؒ کا مقدمہ ''مشکلات القرآن'' اور استاد مکرم علامہ شمس الحق افغانیؒ کے ''علوم القرآن'' وغیرہ اور تفاسیر میں ''تفسیر عثمانی''، ''معارف القرآن''، ''بیان القرآن''، ''قرآن عزیز''، ''تفسیر محمود'' وغیرہ قابل ذکر ہیں،حال ہی میں برادر کبیر حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے اپنے طالب علمی کے دوران شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کے لکھے گئے نوٹس (أمالی) کو''تفسیر لاہوری'' کے نام سے مرتب فرمارہے تھے اوراس پر کچھ اضافے بھی فرمائے تھے،نظرثانی کا مرحلہ بھی سورۂ نجم تک آپ مکمل کر چکے تھے کہ اسلام دشمن قوتوں نے انہیں ہم سے چھین لیااور باقی تقریباً تین پاروں کی نظرثانی رہ گئی جسے بعد میں انہی کے طرز پر ان کی ٹیم نے مکمل کیا،یہ حقیقت میں دارالعلوم حقانیہ کا عظیم علمی کارنامہ ہے۔

عزیزم مولانا راشدالحق سمیع نے اپنے شہیدوالد مکرمؒ کے ادھورے کاموں (تفسیر لاہوریؒ، جامع مسجد مولانا عبدالحقؒ اورنئی پانچ منزلہ جدیددارالتدریس وغیرہ) کے مکمل کرنے کا بیڑا اٹھایا جس پر میرے دل سے ان کے لئے دعائیں نکلتی ہیں۔اللہ تعالیٰ اس تفسیر کو نافع بنائے اور ہم گناہ گاروں سمیت مرتبین اور ناشرین کیلئے صدقہ جاریہ بنائے (آمین)

مولانا حامد الحق حقانی
نائب مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ

''تفسیر لاہوری'' ایک علمی وتفسیری ذخیرہ

حضرت والد ماجد شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہیدؒ عہد حاضر کے عظیم المرتبت شخصیت، بے پناہ خصوصیات، صفات اور کمالات کے مالک تھے۔آپ بیک وقت مفسر، محدث، مصنف، ادیب، کامیاب اور مدبر سیاستدان تھے، شعر وادب سے لے کر میدانِ کارزار تک، درس وتدریس سے لے کر آئینی و دستوری ترامیم کی جدوجہد تک، درس حدیث سے لے کر ''تفسیر لاہوری'' کی ترتیب و تدوین تک، سینٹ اور پارلیمنٹ میں آوازِ حق سے لے کر عالمی میڈیا کے ساتھ دوٹوک مکالموں تک الغرض! دینی، سماجی، سیاسی، جہادی اور تصنیفی شعبوں میں کوئی ایسا شعبہ نہیں جہاں انہوں نے کارہائے نمایاں سرانجام نہ دیئے ہوں، آپ نے جہد مسلسل کی ایک روشن تاریخ رقم فرمائی اور ہرمیدان میں اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر مجاہدانہ کارنامے سرانجام دیئے۔

آپؒ نے اپنی شہادت سے چند برس قبل امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے تفسیری افادات پر کام شروع فرمایا تھا اور شب وروز انتھک محنت کی بدولت اُسے تکمیل تک پہنچایا مگر زندگی نے وفا نہ کی اور اپنی زندگی ہی میں اس عظیم کاوش کو کتابی شکل میں نہ دیکھ سکے۔

بہرحال! برادرم مولانا راشد الحق سمیع صاحب کی زیرنگرانی مولانا محمد فہد صاحب اور ''مؤتمر المصنفین'' کی پوری ٹیم نے دن رات محنت کی اور اس کی نظر ثانی، تخریج وتصحیح وغیرہ کرکے یہ عظیم علمی اور تفسیری ذخیرہ منصۂ شہود پر لانے میں کامیاب ہوئے، یہ حضرت والد ماجد مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی دیرینہ تمنا اور آرزو تھی جسے ان حضرات نے عملی جامہ پہنایا اس پر میں، خانوادہ حقانی اور پوری حقانی برادری کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر سے نوازے اور اس تفسیر کو قبولیت سے نواز کر نسل نو کی رہنمائی کا ذریعہ اور مولانا احمد علی لاہوریؒ اور والد ماجد شہیدؒ کے رفع درجات کا وسیلہ بنائے۔(آمین)

حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی٭

ایک عظیم تفسیری شہ کاراور وقیع علمی سوغات

امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے تفسیری اِفادات شہید ختم نبوت، استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحبؒ نے اخذ اور ضبط کئے تھے اور اپنی حیاتِ مستعار کے آخری ایام میں اس کی ترتیب وتہذیب کا کام شروع کر چکے تھے بلکہ تفسیری کام کو آخری مراحل تک پہنچا چکے تھے، تین پارے باقی تھے کہ بارگاہِ الوہیت میں خلعتِ خونِ شہادت سے نوازے گئے، اب وہ عظیم تفسیری سوغات شہیدِ اسلام کے فرزندِ سعادت مند، ماہنامہ ''الحق'' کے مدیرِ دانشمند اور قافلۂ حقانیین کے نقیبِ فکر مند مخدوم زادۂ ذی قدر ومخدومِ مکرم حضرت مولانا راشد الحق صاحب مدظلہٗ کثر اللہ امثالہٗ کی نگرانی اور سرپرستی میں تکمیل کے مراحل سے گزر کر آپ کے ہاتھوں میں ہے، یقیناً اس عظیم کام کے حسنِ اشاعت و اہتمام سے حضرت الاستاذ مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی روح سرشار اور حضرت مولانا عبدالحقؒ کی روح انتہائی مسرور ہوگی، یہ واقعی محدثِ جلیل شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے اخلاص اور استاذِ محترم حضرت شہیدؒ کی تربیت اور رہنمائی کا ثمرہ ہے۔

حضرت استاذِ محترم مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے دین کی اشاعت، اہل حق کی ترجمانی اور مظلوموں کی دادرسی کے لئے اپنے لائقِ صد رشک بیٹے کو قلم تھمایا تو یہ ہونہار فرزند اپنے عظیم باپ کے اعتماد کی لاج رکھتے ہوئے صلہ وستائش کی تمنا کے بغیر برسوں خنجرِ قلم سے اپنا جگر چیر کر لوحِ قرطاس کو لالہ فامی بخشتے رہے اور اہل نظر، اصحابِ قلب اور اربابِ فن سے اپنا لوہا منواتے رہے، بزمِ حق میں ان کی مجاہدانہ للکار نے کلاہِ حقانیین کو ثریا پر پہنچا دیا تو مجلسِ ادب میں ان کی نغمہ سنجیوں نے قوسِ قزح کے رنگ بکھیر دیئے ......

فلک پہ چاند ہے تیری بلندیوں کا گواہ   بہارِ حسن کی تابندہ یادگار ہے تو

اس پر مستزاد یہ کہ آپ نہ صرف کام کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں بلکہ کام لینے کے گُر سے

٭ مہتمم جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ

بھی واقف ہیں، فی زمانہ کسی سے کام لینا جوئے شیر لانے سے ہزار گنا مشکل ہوگیا ہے۔ کارکن کی طبعی سستی، ڈنگ ٹپاؤ کی روش اور کام کی روح کو سمجھنے کی صلاحیت کا فقدان منتظم کی مشکلات کے انبار کو بڑھا کر پہاڑ بنا دیتا ہے مگر مخدوم زادۂ ذی قدر مولانا راشد الحق سمیع حقانی کی فکری سلامت روی، جذبات کے اعتدال، اشتعال سے اجتناب، تشجیع اور حوصلہ افزائی کے میٹھے بول اور ماتحتوں کی خیرخواہی اور خبرگیری نے ان مشکلات کے خلیج کو آسانی سے پاٹ لیا اور آپ ایک ایسی ٹیم تشکیل دینے میں کامیاب ہوگئے جو شبانہ روز آپ کے اشارۂ ابرو کی منتظر رہتی ہے اور دارالعلوم حقانیہ کی نسبت سے ہر کسی کی خدمت کو اپنے لئے سعادت سمجھتی ہے۔

پچھلے سال ماہنامہ ''الحق'' کی خصوصی اشاعت بیاد شہید اسلام وناموس رسالتؐ شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحقؒ (چار جلدوں) کی عظیم الشان کامیاب طباعت کے بعد اب ماشاء اللہ ''تفسیر لاہوری'' کا ایک سال بعد دس جلدوں میں منصۂ شہود پر آنا اسی ٹیم کی شبانہ روز انتھک محنت کا ہی نتیجہ ہے، خصوصاً حضرت مولانا محمد فہد حقانی قابل صد تحسین ہیں کہ ابتداء سے انتہاء تک اس کام میں پہلے حضرت استاذ محترم مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے ساتھ اور پھر مخدوم زادۂ ذی قدر مولانا راشد الحق سمیع حقانی کے ساتھ دست و بازو بن کر ترتیب، مراجعت و پروف ریڈنگ کے حوالے سے اپنی ذمہ داری نہایت تندہی سے نبھاتے رہے ......

دوچار اُمیدوں کے دیے اب بھی باقی ہیں
ماضی کی حویلی ابھی ویران نہیں ہے

ان کی اس محنت سے یہ اُمید اب یقین میں بدل کر حضرت الاستاذ شہیدؒ کے مشن کا ہر سنگ میل نہایت کامیابی و کامرانی سے عبور کیا جائے گا ان شاء اللہ۔

قارئین ذی وقار! لیجئے ۴رسال کے اِنتظار کے بعد اپنے ادارہ ''مؤتمر المصنفین'' کے صدر مولانا راشد الحق سمیع حقانی ایک عظیم شہ کار تفسیر، ایک وقیع علمی سوغات ''تفسیر لاہوری'' دس جلدوں میں خوبصورت، دیدہ زیب طباعت کے ساتھ اپنے عظیم والد کے محبین، والہین، جمیع حقانیین اور عامۃ المسلمین کے حضور بطور ایک تاریخی سوغات کے پیش کررہے ہیں۔ (واجرھم علی اللّٰہ)

سلگنا اور شے ہے جل کے مرجانے سے کیا ہوگا
جو ہم سے ہو رہا ہے کام، پروانے سے کیا ہوگا

مولانا محمد اسلام حقانی
نائب مدیر ماہنامہ ''الحق''

''تفسیر لاہوری'' پر معاصر علماء ومشاہیر کی تقریظات سے چند مختصر اقتباسات

''تفسیر لاہوری'' کی اشاعت اور منظر عام پرآنے کے بعد اس پر متعدد اہل علم ، اہل قلم اور دانشور حضرات کی طرف سے مضامین اور تاثرات لکھے جارہے ہیں تو زیادہ مناسب یہ سمجھا گیا کہ اس تمام مواد کو''الحق'' کے نئے خصوصی شمارہ برائے ''تفسیر لاہوری'' میں شائع کیا جائے لہٰذا خصوصی اشاعت کی مناسبت سے ''تفسیر لاہوری'' پر معاصر مشاہیر واکابر کی تقریظات سے بھی چیدہ چیدہ اقتباسات لئے گئے ہیں جو نذر قارئین ہیں۔

- **مولانا سید محمد شاہد سہارنپوری** (مہتمم جامعہ مظاہر علوم سہارنپور،انڈیا)

''تفسیر لاہوری'' کے مسودے سے جس قدر قلبی اور روحانی مسرت ہوئی وہ بیان سے باہر ہے یہ مبارک کام تو بہت پہلے ہوجانا چاہئے تھا لیکن اللہ جل جلالہ نے اس کی تکمیل واشاعت کے لئے جو وقت مقرر فرما رکھا تھا، الحمدللہ اس وقت متعینہ پر بہت خوش اسلوبی کے ساتھ یہ کام حضرت والا کی نگرانی اور مولانا محمد فہد حقانی کے تعاون سے وجود پذیر ہو رہا ہے، یہاں احقر نے مظاہر علوم کے بعض اساتذہ کو بھی یہ تفسیری مسودہ دکھلایا انہوں نے بھی خوشی اور مسرتوں کے ساتھ نہ صرف اس کا استقبال کیا بلکہ اس کی خوش اسلوبی اور تسہیل کے ساتھ اس کی تکمیل کی خواہش اور دعا کی۔

- **مولانا ڈاکٹر سید سلمان ندوی** (پروفیسر ڈربن یونیورسٹی ساؤتھ افریقہ)

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ ۱۹۵۸ء میں حضرت لاہوریؒ کے درس میں شریک ہوئے اور حضرت لاہوریؒ کے تفسیری نکات کو طالبعلمی کے زمانہ سے ہی جمع کرنا شروع کیا اور اپنی بام شہرت پر پہنچنے کے باوجود اپنے استاد کے تفسیری نکات کو اپنے گلے سے لگا رکھا اور اپنی شاگردی کا حق ادا کرنے کے لئے ان تفسیری نکات کو کتابی شکل میں شائع کرنے کے لئے سفر وحضر میں مرتب کرتے رہے اور آخر حیات تک اس پر کام کرتے رہے لیکن قضاوقدر کا فیصلہ کچھ اور تھا اور ان کو اللہ تعالیٰ نے شہادت کا

اعلیٰ درجہ عطا فرمایا، مولانا راشد الحق سمیع صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ہمت عطا کی کہ انہوں نے محنت کر کے ان تفسیری نکات کو جمع کیا اور ضبط و تالیف کا کام مکمل کر کے اپنے والد ماجدؒ کی وصیت کی تکمیل کر کے دس جلدوں میں شائع کر دیا اور اپنے والد ماجدؒ کی روح کو خوش کر دیا۔

- **مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ** (سابق مہتمم جامعہ بنوری ٹاؤن وصدر وفاق المدارس)

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب ولی کامل حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے تفسیری افادات کے ایسے قیمتی مجموعہ کو منظر عام پر لانے کے لئے کوشاں ہیں جو اَب تک امالی کی صورت میں آپ کے پاس محفوظ تھا، جسے آپ نے ۱۹۵۸ء سے تاحال محفوظ رکھا ہوا تھا، اس تراثِ علمی کی حفاظت، وہ بھی اتنے طویل عرصہ تک مولانا سمیع الحق صاحب کی ہمت، علمی شغف اور نوادر کی قدردانی کا ثبوت ہے اور ''تفسیر لاہوری'' حضرت امام لاہوریؒ کی تابندہ کرامت ہے، یہ مجموعہ تفسیر کی نظری ابحاث سے آگے عملی میدان کے مصباح ہدایت بھی ثابت ہوگا اور دورہائے تفسیر پڑھانے والے شیوخ، ترجمہ وتفسیر کی تدریس سے وابستہ مدرسین، طلباء اور عوام کے لئے یکساں مفید ہوگا، اس ہمہ جہتی کے ساتھ اردو تفاسیر میں یہ قیمتی اضافہ ہوگا (ان شاء اللہ)

- **مولانا فضل الرحیم اشرفی** (مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور)

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ مولانا لاہوریؒ کے دروس کو نہ صرف سنا، سمجھا بلکہ اُسے محفوظ بھی کیا، بعد ازاں مولانا شہیدؒ کے دل میں یہ داعیہ پیدا ہوا کہ ان تفسیری افادات و نکات کو عام کیا جائے تاکہ دیگر حضرات بھی اس سے استفادہ کرسکیں چنانچہ اپنی گوناں گوں مصروفیات کے باوجود اس پر کام جاری رکھا مگر اس کی تکمیل سے قبل ہی داعی اجل کا بلاوا آ گیا پھر عزیزم مولانا راشد الحق حقانی سلمہ نے خود اس کی تکمیل کا بیڑہ اٹھایا اور بہترین انداز میں اس کو پایہ تکمیل تک پہنچایا، دس جلدوں میں یہ تفسیر جہاں علماء وطلباء اور اس فن سے شغف رکھنے والوں کے لئے فائدہ مند ہوگی وہیں امید واثق ہے کہ مرحوم کے لئے باعث روح تسکین اور رفع درجات کا سبب بنے گی (ان شاء اللہ)

- **مولانا محمد حنیف جالندھری** (ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان)

''تفسیر لاہوری'' درسی افادات حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اردو تفاسیر کے باب میں ایک گراں قدر اضافہ اور عظیم الشان تفسیری کاوش ہے، حضرت مولانا راشد الحق سمیع صاحب مدظلہ کی جہد مسلسل و اخلاص کی برکت سے یہ اہم و لازوال تفسیری منصوبہ اپنی انتہا کو پہنچ کر قارئین کے ہاتھوں

میں ہے، امید واثق ہے کہ قرآن پاک سے محبت رکھنے والے باذوق قارئین ،دینی مدارس کے طلبہ واساتذہ اس کاوش سے بھر پور فائدہ اٹھائیں گے اور مؤلفؒ کے لئے دعاگو رہیں گے، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اور حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شخصیت، کارنامے اور تفسیری خدمات اتنی نمایاں ہیں کہ ان پر روشنی ڈالنے کی کوشش کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔

- **شیخ الحدیث مولانا مغفور اللہ** (شیخ الحدیث جامعہ دارالعلوم حقانیہ)

عزیز القدر صاحبزادہ مولانا راشد الحق سمیع صاحب نے ''موتمر المصنفین'' کی ٹیم بالخصوص مفتی محمد فہد کے ہمراہ اس عظیم تفسیر ''تفسیر لاہوری'' کو مکمل کروایا اور اب علم تفسیر سے محبت رکھنے والے حضرات پر احسان کرکے شائع فرمایا، اللہ تعالیٰ حضرت شہیدؒ کے درجات بلند فرمائے اور اس تفسیر کو قبولیت ومقبولیت عطا فرمائے (آمین)

- **حضرت مولانا عبدالحلیم (دیر باباجی)** (شیخ الحدیث جامعہ دارالعلوم حقانیہ)

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے ہمارے صاحبزادہ مولانا راشد الحق سمیع صاحب کو کہ انہوں نے اپنے عظیم والدؒ کے علمی کاموں کو مکمل کیا اور اپنے عظیم والدؒ کے تذکرہ سوانح پر ماہنامہ ''الحق'' کی چار ضخیم جلدوں پر مشتمل نمبر شائع کیا، اب دس جلدوں میں ''تفسیر لاہوری'' شائع کررہے ہیں ،میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تفسیر کو قبول فرمائے اور میرے شیخ حضرت لاہوریؒ ، میرے دوست مولانا سمیع الحق شہیدؒ اور ان کے معاونین کے لئے نجات کا ذریعہ بنائے (آمین)

- **مولانا محمد ادریس حقانی** (شیخ الحدیث جامعہ دارالعلوم حقانیہ)

مجھے صاحبزادہ مولانا راشد الحق سمیع نے حضرت شہیدؒ کی تفسیر لاہوریؒ کی ایک جلد بھیجی، میں نے اسے بغور پڑھا تو تحقیق وتدقیق میں اپنی مثال آپ پایا، اتنی آسان اور شستہ زبان میں ہے کہ درمیانے درجے کا طالب علم بھی اس سے بہت کچھ حاصل کرسکتا ہے، برادرم مولانا راشد الحق سمیع حقانی صاحب نے اس کی ترتیب وطباعت میں شبانہ روز جدوجہد اور بہت زیادہ مشقت کی ہے اور اپنے والد صاحب کی شہادت کے بعد بہت زیادہ محنت کی اور اس تفسیر کی تکمیل واشاعت کے لئے ہر وقت فکر مند رہتے ،حضرت لاہوریؒ کی تفسیری خصوصیات بہت زیادہ ہیں میری کیا مجال کہ اس پر کچھ عرض کروں، بجز دعا کے کیا لکھ سکتا ہوں۔

- **مولانا مفتی غلام الرحمٰن** (مہتمم جامعہ عثمانیہ پشاور)

۲۱ویں صدی میں زندگی کے آخری ایام میں مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا انتخاب اللہ تعالیٰ کی

مہربانیوں کا ایک تسلسل ہے اور میرے خیال میں زندگی کے آخری دور میں ان شاء اللہ حضرت لاہوریؒ کی ترجمانی کا حق ضرور ادا کیا ہوگا کیونکہ اس سائنسی دور میں آپ کے ترجمان کیلئے تین خوبیوں سے متصف ہونا ضروری سمجھتا ہوں (۱) علمی رسوخ (۲) روشن دماغی (۳) صلاحیت تعبیر، بحمداللہ ان تین خوبیوں سے لیس ہوکر مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے حضرت لاہوریؒ کی ترجمانی کا حق ضرور ادا کیا اگر آپ کی زندگی میں یہ تفسیر شائع ہوتی تو معلوم نہیں کہ اس وقت یہ تفسیر کیا رنگ لاتی! لیکن اللہ تعالی برادر محترم حضرت مولانا راشد الحق سمیع کو دنیوی و اخروی سعادتوں سے نوازے جو حقانی خاندان کی خدمتِ دین کے تسلسل کو جاری رکھتے ہوئے حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی یہ امانت بڑی دیانت داری سے امت کو پہنچا رہے ہیں، میرے خیال میں حضرت مولانا راشد الحق سمیع کی یہ خدمت دارالعلوم حقانیہ کی عظمت میں یقیناً اضافہ کا سبب ہوگا۔

- **مولانا قاری محمد عبداللہ** (سابق سینیٹر و امیر جمعیت علماء اسلام بنوں)

مولانا لاہوریؒ کو مظلوم شہید مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی صورت میں ایک اجل تلمیذ نصیب ہوا کہ جنہوں نے حضرت لاہوریؒ کی وفات کے بعد ان کے علوم و معارف کو محفوظ اور زندہ جاوید کردیا، حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا محبوب مشغلہ درس وتدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف بھی رہا، ان کے سارے کارناموں میں تصنیف وتالیف کا کام سب پہ بھاری ہے، انہوں نے امت کیلئے بہت بڑا علمی ورثہ اور سرمایہ چھوڑ دیا ہے، زندگی کے آخری ایام میں اسی تصنیفی میدان میں انہوں نے جو عظیم کارنامہ سرانجام دیا اس کی کوئی مثال نہیں ملتی، وہ کارنامہ ''تفسیر لاہوریؒ'' کی صورت میں آپ کے ہاتھوں میں ہے، اس عظیم کارنامہ کو منظر عام پر لانے کے لئے میں شاگرد رشید مولانا راشد الحق سمیع کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ وہ دن رات محنت ولگن کے ساتھ اپنے عظیم والد ماجد کی ناتمام خواہش وتمنا کو بڑے سلیقے اور محنت سے منصۂ شہود پر لانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔

- **مولانا مفتی سیف اللہ حقانی** (استاد الحدیث ورئیس دارالافتاء جامعہ دارالعلوم حقانیہ)

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت کے بعد ان کے فرزند مولانا راشد الحق سمیع (مدیر''الحق'') نے ''تفسیر لاہوری'' کی بقیہ کتابت اور نظرثانی وغیرہ کے مراحل کی سرپرستی فرمائی اور اب یہ تفسیر عوام وخواص کے ہاتھوں میں جانے کے لئے تیار ہے، اللہ تعالی اسے صاحب افادات حضرت لاہوریؒ، مرتب حضرت الاستاد شہید، معاونین ومصححین اور قارئین کے لئے دنیا وآخرت کا بہترین توشہ ووسیلہ بنائے (آمین)

- **مولانا فیض الرحمٰن حقانی** (استاد حدیث جامعہ دارالعلوم حقانیہ)

''تفسیر لاہوری'' پر کچھ کلمات لکھنا تھا اس کے متعلق میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب افادات رئیس المفسرین حضرت لاہوریؒ کے ہوں اور ضبط وتالیف استادمحترم حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے قلم سے ہوتو شیخ سعدیؒ کے اس شعر کا مصداق ہوگا......

وصف ترا گر کند ور نکند اہل فضل   حاجت مشاطہ نیست روئے دلا رام را

استادمحترم کی خواہش تھی کہ اپنی زندگی میں اس تفسیر کو مکمل کرلوں لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ یوں منظور تھا کہ آپ تکمیل تفسیر کی آرزو کے ساتھ میرے دربار میں حاضر ہوں۔

اللہ تعالیٰ صاحبزادہ مولانا راشد الحق سمیع اور آپ کے تمام معاونین کو دنیا اور آخرت کی خوشیاں نصیب فرمائے کہ حضرت شہیدؒ کی وفات کے بعد انتھک جدوجہد اور محنت کرکے ''تفسیر لاہوری'' کو پایہ تکمیل تک پہنچایا اور حضرت شہیدؒ کی روح کو خوش کردیا ویرحم اللہ عبداً قال آمینا

- **مولانا قاضی فضل اللہ ایڈوکیٹ** (شمالی امریکہ)

استادمحترم حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ (جو خود صاحب علم اور صاحب قلم ہیں) نے حضرت لاہوریؒ سے تفسیر کا استفادہ کیا اور اب دوران درس انہوں نے جو کچھ قلم بند کیا تھا اس پر آپ نے کام شروع کیا، جس کی پہلی جلد انہوں نے ازراہ کرم مجھے عنایت فرمائی کہ اسکا مطالعہ کرکے اپنی رائے دیں، اب اصاغر اکابر کے کام پر کیا رائے دیں گے، سوائے اسکے کہ شاہ صاحبؒ کا فلسفہ حضرت سندھیؒ نے سمجھا اور حضرت لاہوریؒ نے سیکھا حضرت سندھیؒ سے اور مولانا سمیع الحق صاحب نے اس پر کام کرکے ایک تفسیر کی شکل میں جمع کیا، واقعی یہ بہت بڑا کام ہے اور مولانا سمیع الحق صاحب اس قسم کے بڑے کام کرتے رہتے ہیں۔

- **مولانا مفتی رفیق احمد بالاکوٹی** (جامعہ بنوری ٹاؤن، کراچی)

حضرت لاہوریؒ کے دورۂ تفسیر سے مستفید ہونے والوں میں سے آپ کے ایک نامور شاگرد، پاکستان کے ممتاز عالم دین حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہم بھی ہیں، مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہم نے ۱۹۵۸ء میں حضرت لاہوریؒ سے دورۂ تفسیر پڑھا تھا، دورانِ درس آپ کے تفسیری افادات کو جمع بھی فرماتے رہے جو ایک مجموعہ کی شکل میں محفوظ ہوگئے تھے، یہ مجموعہ بحمد اللہ! تیار ہوچکا ہے، جسے شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے الہامی ولدنی افادات سے آراستہ اور مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے الاعتبار والتاویل سے معمور ہونے کا منفرد اعزاز حاصل ہوگا۔

مولانا اللہ وسایا *

مولانا احمد علی لاہوریؒ کی کرامت اور مولانا سمیع الحقؒ کا شاہکار

شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کے والد گرامی کا نام شیخ حبیب اللہ تھا جو قصبہ جلال ضلع گوجرانوالہ کے باسی تھے، ان کے انتقال کے بعد حضرت مولانا غلام محمد دین پوریؒ (بانی درگاہ قادریہ دین پور) کے حکم پر مولانا عبیداللہ سندھیؒ نے شیخ حبیب اللہ کی بیوہ سے نکاح کرلیا، یوں مولانا احمد علی لاہوریؒ اپنے سوتیلے والد مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی کفالت میں آ گئے اور پوری تعلیم مولانا عبیداللہ سندھیؒ سے حاصل کی، حضرت سندھیؒ حضرت شیخ الہندؒ کے شاگرد رشید اور برصغیر میں شاہ ولی اللہؒ کے فقہ کے علمبردار تھے، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ میں یہ دونوں نسبتیں بھی نمایاں تھیں بلکہ اپنے زمانہ میں ان نسبتوں کے امین وحدی خوان تھے۔

تحریک ریشمی رومال کے نتیجہ میں مولانا عبیداللہ سندھیؒ گرفتار ہوئے تو ''نظارۃ المعارف القرآنیہ'' دہلی سے حضرت لاہوریؒ کو گرفتار کر کے پہلے جالندھر، پھر لاہور لایا گیا، یہ ۱۹۱۵ء کا زمانہ تھا، لاہور میں مختلف مقامات پر جہاں آپ رہے درس قرآن دیتے رہے، ۱۹۱۷ء سے مسجد لائن سبحان خان شیرانوالہ لاہور تشریف لائے اور شیرانوالہ میں درس قرآن مجید کا آغاز کیا،۱۹۲۲ء میں ''انجمن خدام الدین'' لاہور کی بنیاد رکھی، ۱۹۲۴ء میں اسی انجمن کے تحت مدرسہ قاسم العلوم کی بنیاد رکھی، ۱۹۴۵ء میں مدرستہ البنات قائم کیا جس میں دینی، دنیوی تعلیم کے ساتھ امور خانہ داری کی بھی تربیت دی جاتی تھی، ۱۹۵۵ء میں ''انجمن خدام الدین'' کے تحت ہفت روزہ ''خدام الدین'' لاہور کا اجرا کیا، اپنے زمانہ میں اس کی ریکارڈ اشاعت ہوتی تھی، جامع مسجد شیرانوالہ کی ۲۰۱۸ء میں نئی دیدہ زیب تعمیر ہوئی ہے جو قابل تحسین ولائق تبریک ہے،۱۹۲۵ء میں حضرت لاہوریؒ نے قرآن مجید کے ترجمہ کا آغاز کیا، دو سال بعد ''ترجمہ قرآن عزیز'' کے نام پر یہ ترجمہ شائع ہو گیا جو وقفہ وقفہ سے اب بھی

---

* مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

شائع ہورہا ہے، البتہ اس کے ابتدائی ایڈیشن پر تقریظات کو بعد کے ایڈیشنوں میں سنسر سے گزارنے کا عمل کیا گیا، رموز مملکت خویش خسروان دانند!

حضرت لاہوریؒ جمعیۃ علماء اسلام کل پاکستان کے بانی حضرات میں سے تھے اور اس کے پہلے امیر مرکزیہ بھی ہفت روزہ ''خدام الدین'' اور ہفت روزہ ''ترجمان اسلام'' لاہور کے ڈیکلریشن بھی آپ کے نام تھے، آپ کے جانشین اور ہمارے مخدوم ومخدوم زادہ حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ کے دور میں یہ دونوں رسالے اور مدرسہ قاسم العلوم کا بانکپن رہا، آپ کی وفات کے بعد رفتہ رفتہ یہ تینوں ادارے اضمحلال کا شکار ہوئے اور اب ان کا ذکر تاریخ کا حصہ ہے، فقیر (راقم) کو حق تعالیٰ نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی غلامی کے لئے ایسے طور پر وقف کیا کہ کسی دوسرے کام کی طرف نظر کرنے کی بھی کبھی کسی خواہش نے زور نہیں دکھایا، صرف اس خدمت کے علاوہ دوسرے کاموں سے گویا اپاہج (معاذ اللہ) کردیا۔ قریباً دو سال پہلے (۲۰۲۱ء) میں نہ معلوم کیا ہوا کہ ایک ضرورت سے ہفت روزہ ''خدام الدین'' لاہور کی فائلوں سے مراجعت کی ضرورت پیش آئی تو اپنے مرکزی دفتر کی مرکزی لائبریری میں جلدیں مکمل نہ پاکر شدید احساس ہوا، خود ''خدام الدین'' لاہور کے دفتر میں بھی مکمل فائلوں کی عدم دستیابی نے اور فکر مند کردیا کہ آج کی کوشش سے شاید فائلیں مکمل ہوجائیں، چند سال بعد تو یہ سب معاملہ دسترس سے باہر ہوجائے گا۔

دیوانگی نے رفتار پکڑی لیکن اپنے کام سے منہ موڑنے میں وہ بھی ناکام رہی، تاہم اتنا ہوا کہ حضرت لاہوریؒ کی کرامت سے حق تعالیٰ کے کرم کا ایسا معاملہ ہوا کہ اپنے جماعتی کام کے ساتھ ساتھ ''خدام الدین'' لاہور کی فائلوں کی تکمیل کا عمل شروع ہوا، شروع کیا ہوا حق تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے کرم کے دروازے کھول دیئے، ہفت روزہ ''خدام الدین'' کا آغاز ہوا، اپریل ۱۹۸۵ء مولانا عبیداللہ انور کی وفات تک کا چالیس سالہ ریکارڈ جمع ہوگیا۔ ایک سیٹ مکمل فائلوں کا ملتان دفتر کی مرکزی لائبریری میں رکھا، باقی ماندہ رسائل سے دوسرا سیٹ چناب نگر مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی کی بخاری لائبریری کے لئے بھجوا دیا گیا، پھر بھی مزید اتنا ریکارڈ جمع ہوگیا کہ ایک مکمل پک اپ ''خدام الدین'' کے سابقہ رسائل کی بھر کر ''خدام الدین'' شیرانوالہ اپنے مخدوم گرامی مولانا میاں محمد اجمل قادری کی خدمت میں ارسال کی کئی کارٹن مولانا زاہد الراشدی مدظلہم کو بھجوائے گئے، اس دوران ہفت روزہ ''ترجمان اسلام'' لاہور کی فائلوں کو بھی مکمل کرنے کا عمل جاری رہا۔ ''خدام الدین'' تو حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ کے اختتامی دور تک تقریباً۹۹ فیصد مکمل ہوگیا اور ''ترجمان اسلام'' ۹۵ فیصد مکمل ہوگیا۔

حضرت مولانا عبید اللہ انور مرحوم کے وصال کے بعد دونوں رسالوں کی اشاعت میں تسلسل کا فقدان ہوا، پھر ناغہ پھر کبھی کبھار، پھر مکمل بندش کے سانحہ سے دوچار ہوئے، قارئین سوچیں گے فقیر تکرار کے ساتھ اس بات کا تذکرہ کر رہا ہے۔ اس کا باعث صرف یہ ہے کہ اپنے دور میں یہ دونوں رسائل ہمارے مسلک کے صرف ترجمان نہیں بلکہ مسلک کی آبروشار ہوتے تھے، ان کا طنطنہ آج بھی یاد آتا ہے تو حساس دل اب محرومی کے درد سے بھر جاتا ہے، ''خدام الدین'' کی فائلوں کے اشاریہ پر مشتمل دو جلدیں جناب صلاح الدین ٹیکسلا والوں نے شائع کر دیں اور پھر انہوں نے ان تمام رسائل کو انٹرنیٹ پر ڈالنا شروع کیا۔ ۱۹۵۵ء سے ۱۹۸۵ء تک کا تمام ریکارڈ اب انٹرنیٹ پر موجود ہے، سنا ہے کہ ''ترجمان اسلام'' کو بھی کوئی صاحب نیٹ پر ڈالنے کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں، حق تعالیٰ ان کو کامرانی سے بہرہ ور فرمائیں، آج ۲۲ مارچ ۲۰۲۳ء ہے، اس تحریر کے وقت ہی بہاولپور سے اطلاع آئی ہے کہ قدیم کے قریباً سو سے زائد رسائل ''خدام الدین'' کے کوئی صاحب دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں جمع کرا گئے ہیں۔

۱۹۷۶ء میں حضرت مولانا عبید اللہ انور کی خواہش پر شعبان و رمضان میں مفکر اسلام مولانا مفتی محمود نے تفسیر قرآن مجید شیرانوالہ جامع مسجد میں پڑھائی، پوری تفسیر کے جملہ اسباق مولانا محمد یوسف خان استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ نے تحریر کئے، ان کو بنیاد بنا کر آپ نے حضرت مفتی محمودؒ کے درسی افادات کو تین جلدوں میں ''تفسیر محمودؒ'' کے نام پر مرتب کیا جو مارکیٹ میں مل جاتی ہے، اس میں حضرت مولانا احمد علی لاہور کا ترجمہ متن نیچے درج کیا گیا ہے، ابھی حال (۲۰۲۲ء) میں جناب مولانا محمد زاہد انور شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ عثمانیہ شورکوٹ ضلع جھنگ نے ''تلخیص البیان فی فہم القرآن'' کے نام سے دو جلدوں میں قرآن مجید کی تفسیر لکھی ہے۔ اس میں انہوں نے حضرت شیخ لاہوریؒ کے ترجمہ قرآن عزیز کو شامل اشاعت کر کے سعادتوں کو سمیٹا ہے۔ اسی طرح حضرت لاہوریؒ کے خطبات جمعہ بھی غالباً کسی نے شائع کئے تھے۔ آپ کے ۲۳ر رسائل کا ایک مجموعہ تھا جو ''انجمن خدام الدین'' لاہور کے تحت شائع ہوتا رہا، شاید کمپیوٹر ایڈیشن بھی آ گیا ہے۔

غرض! حضرت لاہوریؒ کے خطبات جمعہ، مجموعہ رسائل ہفت روزہ ''خدام الدین'' لاہور، ہفت روزہ ''ترجمان اسلام'' لاہور، ''ترجمہ قرآن عزیز'' تو الحمدللہ بآسانی یا معمولی جدوجہد سے مل جاتے ہیں لیکن آپ نے اپنی زندگی میں سالہا سال قرآن مجید کی تفسیر پڑھائی، بلامبالغہ سینکڑوں علماء مشائخ اور جدید تعلیم یافتہ حضرات نے آپ سے تفسیر قرآن مجید پڑھی، ان میں شیخ التفسیر مولانا عبداللہ

بہلویؒ، قبلہ حضرت مولانا میاں عبدالہادی دین پوریؒ، مولانا ابوالحسن علی ندویؒ، مولانا بشیر احمد پسروریؒ، مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہؒ، مولانا عبید اللہ انورؒ، مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ ایسے علم وفضل کے پہاڑ، شریعت وطریقت کے بحر ذخار بیسیوں کی تعداد میں شامل تھے لیکن ان حضرات میں سے قدرت حق نے یہ سعادت حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے حصہ میں لکھی تھی کہ آپ نے ۱۹۵۸ء میں چار ماہ (رمضان تا ذی الحجہ) حضرت امام لاہوریؒ سے تفسیر پڑھی اور اپنے استاد کے درسی افادات کو قید تحریر میں لاتے گئے، ۲۰۱۰ء کے بعد ان کے دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ حضرت امام لاہوریؒ کے تفسیر کی درسی افادات کو مرتب کر کے شائع کرنا چاہئے، پہلے تو اپنی درسی کاپیوں کو نئے سرے سے صاف کرایا، اس دوران بہت سارے حضرت لاہوریؒ کے شاگردوں کے تحریر کردہ تحریری درسی افادات کے مسودے مل گئے، ان کو صاف تحریر کرایا، اس مجاہدہ کے لئے مولانا محمد فہد حقانی (فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی) کو حق تعالیٰ نے توفیق رفیق فرمائی کہ وہ اس کام کو سرانجام دینے کے لئے مل گئے، وہ مسودات کی تبییض کے بعد حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کو دکھاتے اور آپ ان پر نظر ثانی، حک واضافہ کرتے، یوں کئی سال کی شبانہ روز محنت سے ۲۷ر پاروں پر کام ہمارے مخدوم حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے مکمل کرلیا، تین پاروں پر کام رہ گیا تھا کہ وہ اللہ رب العزت کے ہاں چل دیئے۔ اس کی تکمیل نگرانی کے لئے حضرت مرحوم کے علمی جانشین، ماہنامہ ''الحق'' کے ایڈیٹر، جامعہ دار العلوم حقانیہ کے فاضل اجل مدرس مولانا راشد الحق سمیع کو حق تعالیٰ نے قبول فرمایا۔

اس دوران میں دار العلوم حقانیہ کا ترجمان ماہنامہ ''الحق'' اکوڑہ خٹک کا چار ضخیم جلدوں پر شاہکار نمبر بھی شائع کیا گیا اور تفسیر کے کام کو بھی ترجیحی بنیادوں پر آگے بڑھاتے رہے۔ تفسیر کا اکثر حصہ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی زندگی میں کمپوز ہو کر پروف ریڈنگ اور نظر ثانی کے مراحل طے کر چکا تھا، اس کام کو آپ کی شہادت کے بعد بڑی تیز رفتاری کے ساتھ جاری رکھا گیا، تا آنکہ ''تفسیر لاہوری'' کے نام پر یہ درسی افادات حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ قریباً چھ ہزار صفحات پر مشتمل دس جلدوں کا حامل سیٹ منصۂ شہود پر آ گیا۔ فقیر راقم نے روز نامہ ''اسلام'' میں پڑھا کہ تفسیر چھپ گئی ہے، سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر سے واپسی پر ملتان دفتر میں حضرت مولانا راشد الحق سمیع کی عنایت سے مکمل سیٹ نے آنکھوں کو نور اور دل کو سرور بخشا۔ دو دن تک اس کی ورق گردانی کا شرف حاصل کیا، پھر اپنے مخدوم زادہ مدظلہم کے حکم کی تعمیل میں جو قلم وقرطاس ہو گیا۔ ٹائٹل پر درسی افادات حضرت مولانا محمد علی لاہوریؒ، ضبط وتالیف حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ تکمیل ونگرانی مولانا راشد الحق

سمیع ،ترتیب وتدوین مولانا محمد فہد حقانی کے اسمائے گرامی ہیں ۔مؤتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نے اسے شائع کیا، جلد بندی، کاغذ، کمپوزنگ، چھپائی عمدہ ذوق کا مظہر اتم ہیں۔

قریباً پون صدی بعد درسی افادات پر مشتمل ''تفسیر لاہوری'' کا دس جلدوں پر شایان شان شائع ہونا ، حضرت الامام لاہوریؒ کی کرامت اور حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا عظیم شاہکار کارنامہ ہے۔اس کی اشاعت پر تمام حضرات جنہوں نے کسی بھی طور پر اس کی اشاعت میں حصہ لیا وہ سب ہزاروں ہزار مبارکباد کے مستحق ہیں،اس تفسیر کی تکمیل کے لئے آخری سورت والناس کی تکمیل قبرستان حقانیہ میں مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی قبر مبارک پر کی گئی جو اِن حضرات کے ذوق عالی اور والہانہ محبت کی دلیل بیّن ہے۔

قادرحق کے اپنے فیصلے ہیں کہ ہزاروں بارخواہش کے باوجود اس تفسیر کے مؤلف ہمارے مخدوم مولانا سمیع الحق مرحوم اس کی اشاعت کا دیدار نہ کرسکے،مولانا محمد فہد حقانی کتنے بخت آور ہیں کہ وہ اپنی محنت کا ثمرہ کتابی شکل میں ملاحظہ کرنے کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے، شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی اور نامور علمائے دین مولانا انوار الحق حقانی،مولانا عبد القیوم حقانی،مولانا شاہد سہارنپوری،مولانا مفتی غلام الرحمٰن حقانی ایسے بیسیوں حضرات کی تقاریظ اس کاوش کی ثقاہت پر برہان قاطع ہیں۔عرصہ بعد اس کتاب کے دیدار سے ایمان وروح کو ایسی بالیدگی ملی کہ مدتوں اس کی لذت سے طبیعت فرحاں رہے گی۔متن ترجمہ، رکوع کا خلاصہ اور جگہ جگہ تفسیری وتوضیحی ارشادات، حالات حاضرہ کی تمام جزئیات تک کا واضح عمل اور حکم اس تفسیر کی خوبی ہے۔

رب کریم اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اپنی حقوق کو ابدالاباد تک کے لئے کیا ارشادفرمایا، اس کا جواب یہ ''تفسیر لاہوری'' ہے جو سراپا سہل انداز میں مرتب ومہذب کی گئی اور یہ کہ سلف صالحین سے لے کر آج تک تمام تفسیروں کی تائید سے مزین ہے، ہر بات اصلاح خلق اور اتحادامت کی نظیر ہے،تشتت وافتراق کے شائبہ سے بھی پاک ہے،تفسیر قرآن مجید کی دنیا میں شاندار اور وقیع اضافہ ہے، پڑھیں گے تو محسوس کرلیں گے کہ قرآن مجید کا آسان فہم آپ کے قلب وجگر میں خیمہ زن ہوگیا ہے، قیمت درج نہیں، ملنے کا پتہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ہے۔

جناب حامد میر٭

''تفسیر لاہوری'' ایک معجزہ ایک کرامت

قرآن کریم اور رمضان المبارک کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے ،رمضان کو نزول قرآن کا مہینہ قرار دیا گیا ہے، باقی مہینوں کی نسبت اس مبارک مہینے میں قرآن کریم زیادہ پڑھا اور سنایا جاتا ہے،امام نسائی نے اپنی مشہور کتاب ''فضائل القرآن'' میں اللہ تعالی کے کلام کو معجزہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا ہے، اس ایک معجزے میں کئی معجزے چھپے ہوئے ہیں جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سامنے آرہے ہیں۔

دنیا کی ہر زبان چند سو سال کے بعد بدل جاتی ہے لیکن قرآن نے عربی زبان کو حیات جاودانی بخشی ہے،سب زبانیں بدل گئیں لیکن قرآن کی طاقت نے عربی زبان کو اپنی جگہ سے نہیں ہلنے دیا۔اس زبان کے لہجوں میں فرق ہے لیکن الفاظ میں کوئی تبدیلی نہیں آئی کیونکہ قرآن کے الفاظ میں بھی ڈیڑھ ہزار سال سے کوئی تبدیلی نہیں آئی ،یہ کتاب ایک ایسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی جو امی تھے لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے لیکن کلام اللہ کے ذریعہ انہوں نے عربی زبان میں کچھ ایسے الفاظ بھی متعارف کرائے جو دوسری زبانوں سے آئے تھے۔

مولانا وحید الدین خان نے اپنی تصنیف ''پیغمبر انقلاب'' میں بتایا ہے کہ رحمان عربی زبان کا لفظ نہیں ہے،یہ سبائی اور حمیری زبان سے آیا ہے،یمن اور حبشہ کے نصرانی اللہ کو رحمان کہتے تھے قرآن میں بھی یہ لفظ اللہ کے لئے استعمال ہوا اسی طرح فارسی ،رومی اور عبرانی سمیت دیگر زبانوں کے کم از کم ایک سو الفاظ قرآن کے ذریعہ عربی میں شامل کئے گئے تاکہ قرآن کا پیغام زیادہ سے زیادہ پھیل سکے،پروفیسر ڈاکٹر فضل کریم نے ''قرآن حکیم کے معجزات'' میں قرآن کا سائنسی نقطہ نظر سے جائزہ لیا ہے، شفیع حیدر صدیقی کی کتاب ''قرآن مجید کی سائنسی تصریح'' اور سلطان بشیر الدین محمود کی

٭ معروف صحافی وکالم نگار

''کتاب زندگی'' بھی قرآن حکیم کی سائنسی تفسیر ہے ،سلطان بشیرالدین محمود نے قرآن حکیم کی حسابی ترتیب اور ہندسوں کے نظام پر روشنی ڈالی ہے جو عقل کو حیران کر دیتا ہے مثلاً قرآن میں دنیا کا لفظ ۱۱۵ر مرتبہ آیا اور آخرت بھی ۱۱۵ر مرتبہ آیا، شیاطین ۸۸ر اور ملائکہ بھی ۸۸ر مرتبہ آیا، موت کا ذکر ۱۴۵ر مرتبہ اور حیات کا ذکر بھی ۱۴۵ر مرتبہ آیا۔کلام اللہ میں ۱۹ر کا ہندسہ ایک مرتبہ استعمال ہوا جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دوزخ کے اوپر ہم نے ۱۹ر فرشتوں کو محافظ رکھا (سورۃ المدثر:۳۰) مصنف کا خیال ہے کہ ۱۹ر کے ہندسہ کا تعلق اللہ تعالیٰ کے حفاظتی نظام سے ہے،قرآن کی پہلی آیت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے الفاظ کی تعداد بھی ۱۹ ہے۔

قرآن ایک ایسا معجزہ ہے جو کئی کرامتوں کو بھی سامنے لاتا ہے،ایسی ہی ایک کرامت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی ''تفسیر لاہوری'' کی صورت میں سامنے آئی ہے،مولانا لاہوریؒ کی تاریخ پیدائش ۲ر رمضان اور تاریخ وفات ۱۷ر رمضان ہے،انہوں نے ۲۳ر فروری ۱۹۶۲ء کو ۷۵ سال کی عمر میں اس دنیا سے کوچ کیا تھا لیکن ان کی تفسیر وفات کے ۶۲ر سال کے بعد شائع ہوئی ہے،اس علمی کرامت کو منظر عام پر لانے کا سہرا ان کے شاگرد مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے سر ہے۔

مولانا صاحب ۲۰۱۸ء میں شہید کر دیئے گئے تھے وہ اپنی زندگی کے آخری دنوں میں ''تفسیر لاہوری'' کی تکمیل کے قریب تھے لیکن ان کی شہادت کے باعث یہ کام ادھورا رہ گیا،اس کام کو مولانا محمد فہد حقانی نے مولانا راشد الحق کی نگرانی میں مکمل کیا ہے اور جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نے ''تفسیر لاہوری'' کو دس جلدوں میں شائع کر دیا ہے،مولانا مفتی محمد تقی عثمانی نے اس علمی شاہکار کے مقدمے میں بتایا ہے کہ مولانا احمد علی لاہوریؒ کا درس قرآن پورے ملک میں مشہور تھا،وہ درس نظامی کی تکمیل کرنے والوں کیلئے تین ماہ کے دورہ تفسیر کا اہتمام کرتے تھے ۔مولانا سمیع الحق نے اپنے یارِ غار مولانا شیر علی شاہؒ کے ہمراہ لاہور جا کر اس دورہ تفسیر میں نہ صرف شرکت کی بلکہ مولانا احمد علی لاہوریؒ کی تقاریر کو اپنے قلم سے محفوظ کرلیا۔

''تفسیر لاہوری'' کے پیش لفظ میں مولانا سمیع الحق نے بتایا ہے کہ وہ ۱۹۵۸ء کے رمضان المبارک میں دورہ تفسیر کے لئے لاہور روانہ ہوئے تو ان کے والد مولانا عبدالحقؒ نے تاکید کی کہ مولانا احمد علی لاہوری کے درسی افادات کو قلم بند کر لینا،مولانا سمیع الحقؒ نے اپنے استاد کی تائید سے ان کی تمام تقاریر کے لفظ بہ لفظ نوٹس لئے ،مولانا لاہوریؒ کی تفسیر قرآن شاہ ولی اللہؒ اور مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی تعلیمات سے منور تھی ،دورہ تفسیر مکمل کرنے کے بعد مولانا سمیع الحق نے اپنے ساتھی مولانا ڈاکٹر شیر

علی شاہؒ سمیت مولانا لاہوریؒ کے دیگر شاگردوں سے ان کے مسودے حاصل کئے، اپنے مسودے کا دیگر مسودوں کے ساتھ تقابل کیا اور آہستہ آہستہ ''تفسیر لاہوری'' پر کام کرتے رہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مولانا سمیع الحقؒ نے اپنے استاد کی تفسیر پر اتنی محنت کیوں کی؟ خود تفسیر کیوں نہ لکھ ڈالی؟ اس کا جواب آپ کو مولانا سمیع الحقؒ کی ڈائری میں ملے گا جو ان کی زندگی میں ۲۰۱۶ء میں شائع ہوئی تھی، اس ڈائری میں مولانا احمد علی لاہوریؒ کا بار بار ذکر آتا ہے اور پتہ چلتا ہے کہ مولانا سمیع الحقؒ کو اپنے استاد سے کتنی محبت تھی، اس محبت کی ایک وجہ مولانا لاہوریؒ کا ''تحریک ریشمی رومال'' سے تعلق تھا، وہ گوجرانوالہ کے ایک قصبہ جلال میں پیدا ہوئے اور گوٹھ پیر جھنڈا سندھ میں مولانا عبید اللہ سندھیؒ سے تعلیم حاصل کی، ۱۹۰۹ء میں مولانا عبید اللہ سندھیؒ نے برطانوی حکومت کے خلاف مزاحمت کیلئے جمیت الانصار بنائی تو مولانا لاہوریؒ بھی اس میں شامل ہوگئے اور پھر دیگر ساتھیوں کے ہمراہ گرفتار بھی ہوئے، ۱۹۲۴ء میں انہوں نے لاہور میں مدرسہ قاسم العلوم قائم کیا اور انجمن خدام الدین کے ذریعہ قرآن وسنت کی اشاعت کا کام شروع کیا۔

تفسیر لاہوری کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ قرآنی آیات کی تشریح کرتے ہوئے مولانا احمد علی لاہوری نے اپنے زمانے کے واقعات کا ذکر بھی کیا ہے اور کچھ شخصیات کا ذکر اپنے انداز میں کیا ہے، تفسیر لاہوری کی جلد دہم میں پشاور کے قصہ خوانی بازار میں سرخ پوشوں پر انگریزوں کی فائرنگ کا ذکر ہے جسے مولانا لاہوری نے حق اور باطل کا معرکہ قرار دیا، یہاں وہ خان عبدالغفار خان کی تحریک کو ایک اسلامی تحریک قرار دیتے ہیں، مولانا سمیع الحق کا خان عبدالغفار خان کے سیاسی وارثوں کے ساتھ اختلاف رہا لیکن انہوں نے تفسیر لاہوری میں اپنے استاد کے خیالات کو من وعن پیش کرکے فکری دیانت کا ثبوت دیا۔

''تفسیر لاہوری'' کے آخر میں بتایا گیا ہے کہ مولانا احمد علی لاہوری کے درس میں جنات بھی شریک ہوتے تھے جس طرح انسان اچھے بھی ہوتے ہیں اور برے بھی ہوتے ہیں اسی طرح جنات بھی اچھے برے ہوتے ہیں، قرآن کی تعلیمات پر عمل کیا جائے تو انسان اور جنات اس دنیا کو امن کا گہوارہ بنا سکتے ہیں، قرآن ایک معجزہ ہے اور تفسیر لاہوری ایک علمی کرامت ہے جس کو سامنے لاکر مولانا سمیع الحق نے ایک ایسا کارنامہ سرانجام دیا جو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

مولانا محمد شفیع چترالی
مدیر روزنامہ ''اسلام'' کراچی

''تفسیر لاہوری'' مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا عظیم علمی کارنامہ

دراصل اصل انسان وہی شخص ہے جس میں وحشت اور نفرت نہ ہو بلکہ اس میں الفت اور شفقت پائی جائے، انسان کا مفہوم اور مطلب سمجھنے میں عام طور پر غلطی کی جاتی ہے، عام طور پر انسان کا مفہوم یہ لیا جاتا ہے کہ دو پاؤں، دو ہاتھ، دو آنکھیں، بتیس دانت، دو کان، ایک زبان اور سیدھا قد ہونے کا نام انسان ہے حالانکہ یہ چیز حقیقتاً انسان نہیں ہے البتہ انسان کا لفافہ ضرور ہے جس طرح کہ خط لفافہ کو کہا جاتا ہے حالانکہ لفافہ خط نہیں ہوسکتا بلکہ لفافہ کے اندر خط ملفوف ہوتا ہے اگر لفافہ کے اندر خط نہ ہو تو لفافہ بیکار اور فضول ہے اسی طرح اگر اس انسانی لفافہ کے اندر انسانیت پائی جائے تو پھر یہ لفافہ قابل قدر ہے اور اگر اندر انسانیت کا جوہر نہیں ہے تو پھر یہ لفافہ ردی کی ٹوکری میں پھینکنے کے قابل ہے اور وہ شکل انسانی جس میں انسانیت کا جوہر نہ ہو، اس کی ردی کی ٹوکری دوزخ ہے۔

یہ اقتباس میرے محسن ومخدوم حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی مرتب کردہ ''تفسیر لاہوری'' کا ہے جو ابھی چند روز پہلے دس جلدوں میں زیور طبع سے آراستہ ہوکر منصۂ شہود میں آچکی ہے، میری تو آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں جب برادر مکرم مولانا راشد الحق سمیع کی خصوصی کرم نوازی سے مجھے تفسیر لاہوری کے سیٹ کا گرانقدر تحفہ موصول ہوا اور حضرت شہیدؒ سے آخری ملاقات کا وہ منظر ذہن کی اسکرین پر جھلملانے لگا جب حضرت نے مجھے اس تفسیر پر اپنے کام کا مسودہ دکھایا تھا اور فرمایا تھا کہ اب زندگی میں بس یہی ایک آرزو رہ گئی ہے کہ قرآن کریم کی خدمت کا یہ کام کسی طرح پایہ تکمیل تک پہنچ جائے، میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ حضرت نے اتنی پیرانہ سالی، ضعف اور بیماری اور ہنگامہ خیز مصروفیات کے باوجود مسودے پر نہایت باریک بینی سے ایڈیٹنگ کی ہوئی تھی اور کمپوزنگ کی غلطیوں کیساتھ ساتھ کاٹے اور شوشے کی فروگزاشتوں تک کی بھی نشاندہی کی ہوئی تھی، مجھے بتایا گیا کہ شہادت سے کچھ عرصہ پہلے جب مولانا شہید کے دل کا آپریشن ہوا تھا تو بے ہوشی میں جانے سے پہلے ان کی آخری سرگرمی ''تفسیر لاہوری'' کی ایڈیٹنگ تھی اور کئی گھنٹے کے آپریشن کے بعد جب ان کو ہوش آیا تو بھی انہوں نے پہلا کام اسی مسودے پر نظر ثانی کا کیا، ۲ نومبر ۲۰۱۸ء کو جب حضرت کی شہادت کا سانحہ پیش آیا تو آخری تین پاروں کا کام باقی رہ گیا تھا جسے حضرت کے قابل فخر نسبی وروحانی فرزندوں نے حضرت ہی کے اسلوب میں مکمل کیا اور حضرت شہیدؒ کے ذوق کے مطابق نہایت عمدہ ترتیب اور بہترین طباعت کے ساتھ تشنگان علوم قرآن کیلئے چشمہ شیریں کی صورت پیش کردیا ہے (فجزاهم اللّٰہ أحسن الجزاء)

اگر یوں کہا جائے تو بے جا نہیں ہوگا کہ تفسیر لاہوری کے ذریعے حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے اپنی علمی زندگی کے دو سروں کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ باہم ملا دیا ہے۔ ۱۹۵۸ء میں رسمی تعلیم سے فراغت کے بعد مولانا شہیدؒ نے اپنے والد گرامی حضرت مولانا عبدالحقؒ کے مشورے پر لاہور جا کر ولی کامل شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کے دورہ تفسیر میں شرکت کی اور اپنے خاص ذوق کے مطابق حضرت کے درسی افادات کو قلمبند کیا تھا اور اس کے تقریباً ساٹھ سال بعد انہوں نے ان افادات کو مزید تحقیق و تجویب کے ساتھ مرتب کر کے شائع کرنے کا بیڑا اٹھایا، جس وقت مولانا شہیدؒ نے مولانا لاہوریؒ کے ہاں دورۂ تفسیر پڑھنے کے لیے رخت سفر باندھا، یہ وہ زمانہ تھا جب برصغیر میں مولانا احمد علی لاہوری کے حلقہ درس کا اس حد تک شہرہ تھا کہ بڑے بڑے علماء اور مدرسین بھی دور دراز سے اس درس میں شرکت کے لیے حاضر ہوتے تھے، یہاں تک کہ دارالعلوم دیوبند کے مشائخ بھی مکمل ترجمہ و تفسیر قرآن اور جلالین اور بیضاوی جیسی تفاسیر پڑھ کر سند فراغت حاصل کرنے والے فضلا کو مشورہ دیا کرتے تھے کہ قرآن کریم کی لفظی اور فنی ابحاث کے ساتھ ساتھ اس کے اسرار و رموز اور دین و شریعت کے مزاج اور مصلحتوں کو جاننے میں مزید پختگی اور ساتھ میں باطنی تزکیہ اور روحانی ترقی چاہتے ہو تو مولانا لاہوری کی صحبت میں جا کر استفادہ کرو۔ مولانا احمد علی لاہوریؒ برصغیر کے عظیم انقلابی لیڈر اور فلسفہ شاہ ولی اللہ کے شارح مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے خاص شاگرد تھے اور انہی سے آپ نے شاہ ولی اللہؒ کے قرآنی علوم و معارف کی تحصیل کی تھی تاہم آپ نے مولانا سندھیؒ کے ان چند تفردات کی طرف اپنا انتساب نہیں کیا جن پر جمہور علما نے نقد کیا ہے۔ مولانا احمد علی لاہوریؒ کا تفسیری ذوق امام شاہ ولی اللہؒ سے خوشہ چینی میں شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ سے زیادہ ملتا ہے اور قرآن کریم کی ہر آیت سے دور حاضر کے مسائل کے حل کے لیے روشنی لینا ان کا خاص ذوق معلوم ہوتا ہے، اس تفسیر میں سماج میں معاشرتی، معاشی، سیاسی اور فکری انقلاب برپا کرنے کے قرآن کریم کے آفاقی پیغام کو مختلف پیرایوں میں بڑی خوبصورتی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ مذکورۃ الصدر اقتباس میں اس کی ایک جھلک دیکھی جا سکتی ہے۔ مولانا احمد علی لاہوریؒ کے تفسیری افادات کو ان کے بہت سے شاگردوں نے کلی یا جزوی طور پر محفوظ کیا، مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے بھی حضرت کے پورے درس کو لکھا اور اپنے پاس محفوظ رکھا پھر حضرت نے چند برس قبل اس گراں قیمت سرمایے کو امت تک پہنچانے کے لیے اپنے قلم کو تیشہ فرہاد بنا دیا اور اپنے پاس موجود مسودے کے علاوہ دیگر حضرات کے دستیاب مسودوں کو بھی سامنے رکھا، اسی پر بس نہیں بلکہ حضرت لاہوریؒ کی دیگر تقریروں، تحریروں اور رسائل سے بھی تفسیری نکات کو بڑی عرق ریزی کے ساتھ جمع کیا پھر حضرت لاہوری کے ذوق کے مطابق قرآنی آیات کے متنوع موضوعات کو الگ الگ عنوانات دے کر مستقل مضمون کی صورت دی دے اور قرآنی علوم و معارف کا ایک ایسا حسین گلدستہ تیار کیا جس کے خوشبو ان شاء اللہ قیامت تک چمنستان علم کو مہکاتی رہے گی۔

ڈاکٹر مولانا عبدالحکیم اکبری حقانی
سابق ممبر اسلامی نظریاتی کونسل

تفسیر لاہوری: تعارف، منہج اور امتیازات

قدوۃ الکاملین ، زبدۃ السالکین ، ولی کامل ،مفسر جلیل حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی علمی، دینی اور سیاسی خدمات کا احاطہ کرنے سے قلم وقرطاس قاصر ہیں، اس اعتراف قصور کے باوجود یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ ان کی زندگی دین کی سربلندی اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے وقف تھی، ان مقاصد کی سربلندی کی انجام دہی کے لئے ان کی جدو جہد اور مجاہدات کی ایک تاریخ ہے، انہوں نے اپنی ساری زندگی، اپنی ساری طاقت اور اپنے سارے وسائل دین کی سربلندی کے لئے جھونک دیئے تھے ، انہیں کوئی طاقت، کسی کا خوف اور حکمرانوں کا رعب ودبدبہ کلمہ حق بلند کرنے سے نہ روک سکا تھا، بے شمار کمالاتِ عالیہ اور لا تعداد اوصافِ حمیدہ میں ان کو قرآن حکیم کے علوم کو عام کرنے اور آسان فہم بنانے میں ایک خاص مقام حاصل تھا جس کو ان کے ہم عصر علمائے کرام ومشائخ عظام نے بارہا خراجِ تحسین سے نوازا ہے وہ ترجمہ وتفسیرِ قرآن میں نہایت ممتاز مقام پر فائز تھے اور ان کی خدمات جلیلہ کو مقبولیت عامہ وخاصہ حاصل تھی۔

برصغیر پاک و ہند کی جد وجہد آزادی میں ان کا واضح اور مثالی کردار تھا، شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، مجاہد آزادی حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، تاج الاولیاء حضرت مولانا سید تاج محمود امروٹیؒ، امام الاولیاء حضرت غلام محمد دین پوریؒ اور دیگر مجاہدین آزادی کی تحریک میں ان کے شانہ بشانہ اور قدم بہ قدم شریک تھے،متعدد بار انگریز حکمرانوں نے آپ کو قید و بند میں رکھا تھا، تحریک ریشمی رومال کے راز فاش ہونے کے بعد آپ کو ایک دفعہ پھر گرفتار کیا گیا، متعدد شہروں کی جیلوں میں مختلف وقفوں کے ساتھ قید کردیا گیا، بالآخر ظالم انگریز نے آپ کو لاہور میں نظر بند کردیا گیا ،اس کے بعد آپ کی رہائی ضمانت پر کردی گئی تھی مگر شرط یہ رکھی گئی تھی کہ وہ سندھ اور دہلی کا سفر اختیار نہیں کریں گے ، لاہور میں رہائش پذیر ہونے کے بعد آپ نے درس قرآن حکیم کا سلسلہ شروع فرمادیا تھا، آہستہ آہستہ احباب کی امداد و اعانت اور باہمی مشاورت

سے ترجمہ وتفسیر قرآن کی اشاعت اور اسلام کی بقاء وترقی کے لئے ''انجمن خدام الدین'' کا قیام عمل میں لایا گیا جس کے آپ ہی امیر منتخب ہوئے، بعد میں انجمن کی طرف سے ایک ہفتہ روزہ ''خدام الدین'' کے نام سے رسالے کا اجرا کیا گیا جوتا ہنوز جاری ہے، کچھ عرصہ بعد آپ نے مدرسہ ''قاسم العلوم'' قائم کیا، اس کی ابتداء عربی مدرسہ سے ہوئی، ساتھ بچیوں کی تعلیم کیلئے ''مدرسہ البنات'' بھی شروع کیا، آپ کے درس قرآن کی شہرت ہوئی تو باہر کے فارغ التحصیل علماء بھی متوجہ ہوئے اور آپ سے تفسیر پڑھنے کیلئے جوق در جوق آنا شروع ہوئے، رفتہ رفتہ اس چشمہ فیض میں دارالعلوم دیوبند ،مظاہر العلوم سہارنپور، مدرسہ امینیہ دہلی ، مدرسہ شاہی مرادآباد، دارالعلوم ڈابھیل ، مدرسہ عربیہ دہلی اور ندوۃ العلماء لکھنو سے فارغ التحصیل علماء کی جماعتیں بھی آنے لگیں جن کی تعلیم کیلئے یکم رمضان المبارک سے آخر ذی قعدہ تک یہ خاص کلاس ہوا کرتی تھی، ان کی سندات پر امام العصر حضرت علامہ مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ ،شیخ الاسلام حضرت علامہ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور مجاہد اسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے دستخط ہوتے۔

قیام پاکستان کے بعد مشرقی پاکستان میں مدرسہ خیر المدارس ملتان ، جامعہ اشرفیہ لاہور، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک جبکہ بیرون ملک سے ایران، افغانستان، روس، ترکستان اور انڈونیشیا کے علماء شریک درس ہوا کرتے تھے، حضرت امام لاہوریؒ سے ۱۹۲۵ میں بعض عقیدت مندوں اور تلامذہ نے ترجمہ قرآن حکیم تحریری صورت میں طبع کرنے کا بار بار مطالبہ کیا تاکہ اس کا فیض عام اور ابدی ہو، آپ نے ان کی اس خواہش اور مطالبہ کی تکمیل کے لئے واہ ضلع اٹک کا انتخاب کیا تاکہ لاہور کی کثرت اشتغال سے یکسو ہوکر اس کار خیر کو انجام دیا جائے ،موضع واہ کے پرسکون ماحول میں ایک ماہ کے قیام کے بعد آپ نے یہ کام انجام دیا اور یوں ۱۹۲۷ء میں آپ کا مترجم ومحشی ''قرآن عزیز'' کے نام سے زیور طبع سے آراستہ پیراستہ ہوکر منصۂ شہود پر آیا، اس کے متعلق حضرت لاہوریؒ خود فرماتے ہیں:''میں نے کئی تراجم سامنے رکھ کر اس ترجمہ کو مرتب کیا جو زیادہ قریب ہوا اُسے میں نے جانچ کر لکھا، حضرت شیخ الہندؒ نے ترجمہ میں کمال کیا ہے، حضرت شاہ عبدالقادرؒ کے ترجمہ کی وضاحت فرمائی ہے، حضرت شاہ عبدالقادر کا ترجمہ مغلق تھا'' حضرت لاہوریؒ اپنی تفسیر کے منہج کے متعلق فرماتے ہیں:''میں جو چیز آپ کے سامنے ذکر کروں گا، اس کی بنیاد امام المفسرین حضرت امام شاہ ولی اللہؒ کے فلسفہ پر مبنی ہوگی، خداوند قدوس نے حضرت شاہ ولی اللہؒ کو قرآن وحدیث کے اسرار ورموز، علوم ومعارف کا بہت ہی وسیع وعمیق علم عطا فرمایا تھا، میں تو کہتا ہوں ''الفوز الکبیر'' اور ''حجۃ اللہ البالغۃ'' کو

پڑھ کر پھر قرآن کو ترجمہ اگر کوئی پڑھے تو تب سمجھ میں آئے گا کہ قرآنی مقاصد اور تعلیمات کیا ہیں؟ اس الہامی کتاب کے فلسفے اور حکمتیں کیا ہیں؟ میرے ترجمہ کا ماخذ حضرت شاہ ولی اللہؒ کا فلسفہ اور طرز تفسیر ہوگا، میرا (احمد علی) مسلک یہ ہے کہ تفسیر کرتے وقت فوائد (قواعد) عربیہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک (خیر القرون) کی ذہنیت سے باہر نہ جائے حضرت شاہ ولی اللہؒ کے اصول (جو حجۃ اللہ البالغہ میں ذکر ہیں) کے موافق قرآن کریم کو حل کیا جائے۔'' حضرت لاہوریؒ نے تفسیر کے لئے جس نہج کو اختیار کیا تھا وہ آپ کو اپنے دور کے مفسرین کرام سے ممتاز مقام پر فائز کرتا ہے، یہ ان کا خاص وصف ہے، اس سے متعلق کہا گیا ہے: ''حضرت لاہوریؒ کا خصوصی وصف جو اپنے معاصرین سے ان کو ممتاز کرتا ہے وہ امام شاہ ولی اللہؒ کی قرآنی بصیرت کو اول تا آخر اپنے اندر سمو لینا ہے چنانچہ آپ کی تفسیر میں شاہ صاحبؒ کی فکر کا عکس زیادہ غالب و نمایاں ہے، شاہ صاحبؒ کی مخصوص قرآنی اصطلاحات جیسے تذکیر بآلاء اللہ، تذکیر بایام اللہ، تذکیر بالموت و مابعد الموت اور مخاصمہ بالیہود، مخاصمہ بالنصاریٰ جابجا نظر آتی ہے، تفسیر میں مولانا کو جہاں بھی شاہ صاحبؒ کی وسعت فکر و نظر اور اجتماعی نظم و سیاست کے حوالے سے نکات ملے، مولانا (لاہوری) ان سے بھرپور طریقے سے استفادہ کرتے ہوئے اس پر روشنی ڈالتے تھے، حضرت امام الاولیاء مولانا لاہوریؒ نے اپنی تفسیر کا منہج حضرت شاہ ولی اللہؒ کے اس طریقے کو بتایا ہے جو انہوں نے ان کی کتب سے اخذ کیا ہے جبکہ براہ راست آپ نے قرآن حکیم کے ترجمہ وتفسیر کو سبقاً سبقاً مولانا عبید اللہ سندھیؒ سے اپنے سینے میں منتقل کیا ہے اور پھر اس کو تحریری صورت دی ہے، حضرت لاہوری دورہ تفسیر کی ابتدا میں مقدمہ تفسیر کے بحث میں فرمایا کرتے تھے:

''یہاں جو کچھ بیان کیا جائے گا حضرت مولانا سندھیؒ کی نہج پر ہوگا حقیقت میں یہ سب کچھ حضرت سندھیؒ کی جامعیت قرآنی علوم میں کمال بصیرت اور عالمی سیاست پر عمیق نظر کی بدولت ہے اور ان کی سالہا سال کی دماغی محنت اور تجربہ دراز کا نتیجہ ہے، یہ عظیم انسانی خدمت انہوں نے امروٹ شریف کی مسجد میں معتکف ہو کر سرانجام دی تھی اگر کسی کو اس سے کوئی چیز سمجھ میں آجائے تو چشم ما روشن دل ماشاد، شیخ التفسیر امام لاہوریؒ فرماتے ہیں'' میں روزانہ ایک دستہ کاغذ کا لا کر اس پر لکھ لیتا تھا، ۱۹۱۵ء میں جب مولانا سندھیؒ اپنے استاد و مربی شیخ الہندؒ کی ایما پر افغانستان تشریف لے جا رہے تھے تو انہوں نے مجھے فرمایا کہ وہ تحریر شدہ کاپیاں مجھے دے دیں میں نے معذرت پیش کی کہ یہ تو میرا سارا علم ہے، خدا نے کام لینا تھا، میں حضرت کے ارشادات لکھ کر دہراتا اور یاد کرتا، حضرت لاہوریؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سندھیؒ کا شاگرد بھی تھا او خادم بھی، میرے ساتھ ان کی دعائیں تھیں، میں نے جو کچھ

حاصل کیا ہے ان کا ادب کرتے ہوئے ان کی صحبت سے حاصل کیا ہے کیونکہ اللہ والوں کی صحبت سے انسان انسان بنتا ہے وہ فرماتے ہیں: ''میں حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے ہاں مدرس تھا، میں ان کا بہت احترام کرتا اور اپنے شیخ کی خدمت بھی کرتا، میں باورچی بھی تھا اور سقاوی بھی، پھر ان کی دعائیں ساتھ تھیں، ان کے تلامذہ میں کسی کو دین کی خدمت میری طرح نصیب نہ ہوئی باوجودیکہ میں گناہگار ہوں بڑا عالم نہیں ہوں، میں نے قرآن سارا تو نہیں مگر کچھ مولانا عبید اللہ سندھیؒ سے پڑھا تھا، ادب سے دعا ملتی ہے جو کہ بڑی چیز ہے، یہ چیز بھی کتابوں سے نہیں صحبت سے حاصل ہوتی ہیں، اللہ والوں کی صحبت میں رہنا چاہیے، صحبت سے انسان انسان بنتا ہے۔''

امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ کی تفسیر کا ایک خاص امتیاز ربط بین الآیات اور ربط بین السور ہے جس کا وہ خاص اہتمام فرماتے ہیں ان کا ارشاد ہے:

''آپ کو معلوم ہے کہ قرآن امید مجید تیس سال کے عرصہ میں حسب ضرورت نازل کیا گیا ہے، کبھی پوری سورت نازل ہو جاتی اور کبھی سورت کا کچھ حصہ، کبھی ایک آیت یا دو آیات نازل ہوتیں اور روایات سے ثابت ہے کہ بیک وقت متعدد سورتوں کا نزول جاری رہتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اس آیت کو فلاں آیت کے متصل کردو، فلاں سورت میں لکھ دو، ان ارشادات نبویہؐ سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ آیات کا آپس میں خاص ربط و تعلق ہے، اسی طرح بعض سورتیں بہت چھوٹی ہیں اور بعض لمبی تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض سورتوں کے مضامین مختصر اور بعض کے مضامین طویل ہیں، گویا لمبی سورتوں میں چھوٹی سورتوں کے اجمال کی تفصیل ہے، جس سے دو سورتوں کے درمیان ربط ظاہر ہوتا ہے اور یہیں متفقہ عقیدہ ہے کہ آیات اور سورتوں کی ترتیب توقیفی ہے۔''

حضرت لاہوریؒ نے ربط آیات اور ربط سور بلکہ رکوعات کے ربط میں بھی مخصوص انداز اپنایا ہے جو مختصر ہونے کے باوجود نہایت جامع ہے جو کہ چند کلمات میں کئی صفحات کا مضمون سمو دیا گیا ہے، حضرت مولانا احمد علی لاہوری کی تفسیر کا ایک اہم امتیاز یہ ہے کہ وہ ہر صورت اور ہر رکوع کا خلاصہ اور مرکزی مضمون از حد اختصار کے ساتھ بیان فرماتے ہیں، قرن اول سے متعلق آیات اور سور کا انطباق حالات حاضرہ پر کمال طریقہ سے کرتے ہیں اور اس طریقہ پر سور قرآنیہ سے اصولوں کا استنباط اور ان کا انطباق آپ کے نمایاں خصائص تفسیر میں ہے، آپ نہایت جامع انداز سے سورت کا موضوع متعین کرتے ہیں جو سورت میں مذکور آیات کا مقصود و خلاصہ ہوتا ہے، اسی طرح ہر رکوع کا خلاصہ بڑے التزام کے ساتھ چند لفظوں میں بیان فرماتے ہیں، اس طریقہ سے قرآن مجید کا ہر رکوع ماقبل و

مابعد سے مربوط ہو جاتا ہے اور اس ربط کی بدولت بہت سے اشکالات از خود رفع ہو جاتے ہیں ،ربط آیات میں بعض جگہ ایک سے زیادہ ربط و مناسبت بیان فرماتے ہیں بالخصوص جس سے قرآنی آیات کی افادیت زیادہ عام ہو جاتی ہے۔ایک خاص امتیاز حضرت لاہوریؒ کی تفسیر کی یہ ہے کہ آپ قرآنی آیات کی روشنی میں ایک مسلمان کی زندگی کے تمام منازل کے لئے رہنما اصول وضع فرماتے ہیں جو انسانی زندگی کے تین ادوار یا تین اطوار پر مشتمل ہو سکتی ہے،یعنی تہذیب الاخلاق، تدبیر المنزل اور سیاست مدنیہ،ان ادوار کو یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ ہر مسلمان اپنی انفرادی زندگی کا طور طریقہ ایسا اختیار کرے جس سے وہ سچا اور صحیح مسلمان کہلایا جاسکے اور حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اس دور کو تہذیب الاخلاق کا نام دیا ہے، دوسرا دور تدبیر منزل کا ہے، ہر انسان اپنے معاش میں دوسرے افراد کا محتاج ہے، ان متعلقہ افراد کے حقوق کے تعین تدبیر منزل کہلاتا ہے، تیسرا یہ کہ مسلمان محکومی کے نہیں بلکہ حاکمیت کے اوصاف سے متصف ہونا چاہیے، حاکمیت کے رہنما اصول کو سیاست مدنیہ کہا جاتا ہے، حضرت لاہوریؒ نے ان ادوار و منازل کے اثبات کے ساتھ ان کے حقوق و آداب پر بھی روشنی ڈالتے ہیں ،شیخ التفسیر حضرت لاہوریؒ قرآن حکیم اور سنت نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے بتائے ہوئے عقائد و اعمال پر نہایت استقامت اور پامردی کے ساتھ کاربند تھے ،حق گوئی اس کا شعار تھا، وہ عقائد حقہ کی تصحیح پر بہت زور دیتے تھے کہ یہی قرآنی تعلیمات کا خصوصی امتیاز ہے، ادیان باطلہ اور عقائد فاسدہ کا رد قرآن و سنت اور افکار ولی اللہی کی روشنی میں پیش فرماتے تھے،موجودہ دور کے باطل نظریات اور بدعات سیئہ کا پردہ چاک کر کے ان کے مقابلہ میں اسلامی عقائد اور تعلیمات حقہ کو اجاگر کرتے تھے، غلط رسوم و بدعات کی تردید بھی نہایت موثر و مصلحانہ انداز میں پیش فرماتے تھے وہ کسی کا خوف خاطر میں نہ لاتے ہوئے حکمرانوں کی چیرہ دستیوں اور خلاف شرع احکامات و اقدامات پر برملا تنقید فرماتے تھے اور ان کو راہ راست پر لانے کے لئے اقدامات تجویز فرماتے تھے۔

حضرت لاہوریؒ کی فقہ، اصول فقہ اور ان کے مسائل میں خاص دلچسپی تھی، قرآن میں انسانی مسائل سے متعلق احکامات سے وہ مخصوص انداز سے فقہی مسائل کا استنباط کرتے ہیں، عائلی زندگی سے متعلق قرآن حکیم میں بیان کردہ نکاح ،طلاق، عدت، رضاعت ،میراث وغیرہ میں آپ فقہائے احناف کی رائے کی تائید کرتے ہیں، اس کے ساتھ ان سے تفصیل سے بحث کرتے ہیں اور بعض مقامات پر فقہ حنفی کے موقف و دلائل کے راجح ہونے کے وجوہات پر روشنی ڈالتے ہیں جس سے بخوبی یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت لاہوریؒ کا فہم قرآن اور فقہی علوم و مسائل میں ان کا علم بہت وسیع ، جامع اور مدلل ہے۔

ان کو تفسیر قرآن کے بیان پر خوب مہارت حاصل تھی ،آپ کا انداز درس و تدریس یہ تھا کہ پہلے آیات قرآنی کا اردو ترجمہ آسان الفاظ میں بیان فرماتے اس کے بعد اس کی صرفی ،نحوی اور جامعیت و بلاغت کا بیان فرماتے پھر اگر اس کا شان نزول ہوتا تو احادیث نبویہ کی روشنی میں وہ ارشاد فرماتے ،اس کے بعد سب سے ضروری اور مہتم بالشان عنوان ''الاعتبار و التاویل'' کے تحت حالات حاضرہ کے مسائل کے حل کا طریقہ بیان فرماتے اور خاص کر اس اس پر زیادہ زور دیتے کہ اس قرآنی آیت میں میرے اور آپ کے لئے کیا سبق ہے؟ ''تفسیر لاہوری'' کا ایک خاص امتیازی شان یہ ہے کہ حضرت لاہوری حضرت امام شاہ ولی اللہ کے علوم و معارف کے ساتھ ساتھ شاہ صاحب کی مخصوص قرآنی فکر و نظر اور اجتماعی نظم و سیاست کے حوالہ سے نکات سے بھرپور استفادہ کرتے ہیں ،اس سلسلے میں وہ اپنے استاد مولانا عبیداللہ سندھیؒ سے وسیع بنیادوں پر اخذ و استفادہ کرتے ہیں اور ولی اللہی علوم و معارف میں اپنے استاد کے تتبع میں کلامی اور عقلی انداز اختیار کرتے ہیں ،مختلف اقوال اور آراء میں باہم مطابقت پیدا کرنا شاہ ولی اللہؒ کا خاص طریقہ ہے اسکی ضرورت کبھی کبھی علمی مسائل و معاملات میں پیش آتی رہتی ہے ،اسی طرح فہم قرآنی میں بھی کبھی ایسے اسلوب کو اختیار کرتے ہیں تا کہ تمام اقوال و آراء اور دین و دنیا میں مطابقت پیدا ہو جائے ،حضرت لاہوریؒ کا بھی یہی انداز و طریقہ ہے ۔مرد مومن ،ولی کامل ،حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے درس قرآن تین قسم کے ہوتے تھے (۱) عوام الناس کے لیے جو کہ فرض نماز کے بعد عمومی درس قرآن کی شکل میں ہوتا تھا ۔(۲) جدید تعلیم یافتہ طبقہ کیلئے جو کہ مخصوص ایام میں دس پندرہ روز کے لیے ایک مختصر کورس کی شکل میں ہوتا تھا ۔(۳) رمضان المبارک کے آغاز سے لے کر ذی الحجہ کے پہلے ہفتہ تک اور یہ درس دینی مدارس کے فارغ التحصیل علماء کے لئے ہوتا تھا ۔

مذکورۃ الصدر درس تفسیر قرآن حکیم کے قسم نمبر تین میں شمولیت کے لئے ۱۹۵۸ء میں استادم، سابق رکن سینیٹ آف پاکستان ،شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ ،(مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک) نے لاہور کا سفر فرمایا تھا وہ اپنے تاریخی مکتوب میں رقم طراز ہیں ۔

''حق تعالیٰ کا ناچیز پر خاص فضل و کرم ہوا کہ ۱۹۵۸ء میں درس نظامی کی تکمیل اور فراغت کے فوراً بعد دل میں حضرت لاہوریؒ کے دورہ تفسیر میں شرکت کے لئے لاہور جانے کا داعیہ پیدا ہوا جبکہ یہ میرے عہد طالب علمی کا پہلا سفر تھا کہ اس سے پہلے درس نظامی اول تا آخر کی تحصیل اپنے ادارہ دارالعلوم حقانیہ میں حضرت والد ماجد قدس سرہ کی نگرانی میں مکمل ہوئی ،میرے اس ارادہ کی حضرت والد ماجد قدس سرہ نے نہ صرف تحسین و تائید کی بلکہ میری سفری اجنبیت دور کرنے اور رفاقت و

مؤانست کیلئے محبّ گرامی خلد آفرین دوست مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ المدنیؒ کو بھی دورۂ تفسیر کے لئے ساتھ جانے کی ترغیب دی، جسے وہ غنیمت سمجھ کر تیار ہوگئے، حضرت نے دونوں کو دورۂ تفسیر توجہ سے پڑھنے اور درسی افادات کو حتی الوسع من وعن قلمبند کرنے کی تاکید فرمائی۔'' وہ مزید لکھتے ہیں: ''دورۂ تفسیر کا آغاز یکم رمضان سے ہوتا اور اختتام ذی الحجہ کے پہلے ہفتہ میں، چونکہ مولانا شیر علی شاہ صاحبؒ کے ذمہ دارالعلوم حقانیہ کی تدریسی ذمہ داری تھی، وہ شوال میں اسباق کے آغاز کی وجہ سے صرف رمضان میں رہے اور ناچیز بحمدللہ تعالیٰ تکمیل دورہ اور امتحانات تک رہا، اس دوران امام لاہوریؒ کے درسی افادات و اَمالی کو بالتزام ضبط کرتا رہا'' حضرت مولانا احمد علی لاہوری کا منہج اور اس کے امتیازات میں سے چند ایک کی تحریر کے بعد ضروری ہے کہ حضرت لاہوری کے درسی افادات کے امالی کو ضبط و تالیف کی شکل دینے والی عظیم شخصیت شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہید کے منہج و امتیازات کا بھی ذکر ہو جائے، جو انہوں نے اس کو تحریری شکل میں ڈھالنے کے لئے ضروری خیال کئے ہیں، تفسیر لاہوری کی ترتیب وتدوین کی ذمہ داری ادا کرنے والے مولانا محمد فہد حقانی دامت فیوضہم لکھتے ہیں:

''حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے حضرت لاہوریؒ کے افادات تفسیریہ اور فرمودات قرآنیہ کو یکجا کرکے ایک گنج گراں مایہ کی شکل میں عاشقان کلام الٰہی اور مشتاقان قرآن کے لئے ایک حسین وعظیم تحفہ پیش کیا چونکہ افادات و دروس حضرت لاہوریؒ ممتاز خصوصیات کی حامل ہیں جس کو بالتفصیل ذکر کردیا گیا ہے لیکن ضروری اور مناسب یہ ہے کہ ''تفسیر لاہوری'' میں حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے اس کی جمع وتدوین میں جن اصول وقواعد، اسلوب ونہج اور خصوصیات ومزایا کی رعایت رکھی ہے اور جن اوصاف کی یہ حامل ہے اس پر روشنی ڈالی جائے، ذیل میں ان خصوصیات کو مختصراً ذکر کیا جائیگا۔

☆ آیات کریمہ کے ترجمہ وتفسیر میں مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا اسلوب یہ ہے کہ سب سے پہلے وہ مکمل رکوع (متن) ذکر کرکے رکوع میں موجود تمام آیت کا ترجمہ بین السطور حسن ترتیب سے لگاتے ہیں اور اس اہتمام میں بھرپور احتیاط سے کام لیا جاتا ہے اور اہم بات یہ ہے کہ ترجمہ بھی خود حضرت لاہوریؒ کا ہے۔ ☆ اس کے بعد حضرت لاہوریؒ کی طرز کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس رکوع کا خلاصہ نمایاں کرکے پیش کرتے ہیں اور ذیل میں ماخذ کا ذکر کرتے ہیں۔ ☆ ہر آیت پر معنی خیز اور جامع عنوان لگا کر ہر ایک آیت کا ایک جامع خلاصہ اس عنوان میں سمیٹنے کی کوشش فرماتے ہیں۔ ☆ آیات کے ذیل میں بعض مرتبہ تفصیلی مباحث اور بعض علمی اور مبینہ نکات اور باتیں بھی مستقل اور جامع عنوان کی متقاضی ہوتی ہیں تو وہ اس پر مستقل عنوان لگاتے ہیں۔ ☆ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی طرز و

الفاظ میں کمی وبیشی نہیں کرتے بلکہ بھرپور علمی دیانت وامانت کا حق ادا کرتے ہوئے حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے افادات کو من وعن پیش کرنے کا بھرپور اہتمام فرماتے ہیں۔ ☆ چونکہ حضرت لاہوریؒ کا ماخذ حضرت شاہ ولی اللہؒ ہیں تو جہاں جہاں حضرت لاہوریؒ نے شاہ صاحبؒ کی کتابوں خصوصاً "حجۃ اللہ البالغۃ" کا ذکر یا اس کی کوئی عبارت بیان فرمائی ہے تو وہی مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے اِسے نہایت خوش اسلوبی سے لگا کر حسن تالیف میں اضافہ کردیا ہے ☆ تفسیر لاہوری کی تیاری ان مسودات سے کی گئی جو مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے حضرت لاہوریؒ سے ۶۰/۶۵ برس قبل لکھے تھے لہٰذا ان مسودات کے بعض صفحات نہایت بوسیدہ ہوچکے تھے بعض مقامات پر اگر کہیں ابہام کی صورت پیش آتی تو ابہام کو دور کرنے کے لئے آپ دوسری تفسیری کاپیوں سے موازنہ کرکے حل کرنے کی بھرپور کوشش فرماتے ☆ چونکہ "تفسیر لاہوریؒ" ایک دائرۃ المعارف اور "علوم لاہوری انسائیکلوپیڈیا" کی حیثیت رکھتی ہے تو ہر ایک رکوع میں جہاں جہاں بعض آیتوں میں ان مسودات کے علاوہ حضرت لاہوریؒ نے اپنے خطبات یا مجالس میں ان باتوں پر کہیں کچھ روشنی ڈالی ہے تو مولانا شہیدؒ نے نہایت سلیقے سے وہ نکات شامل کئے ہیں ☆ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے اس کی ترتیب وتدوین میں خوب غور وخوض سے کام لیا ہے وہ پیرانہ سالی اور دیگر سیاسی، علمی ودرسی مشاغل واسفار کے باوجود دن رات ایک کرکے اس کی تصحیح وعنوانات لگانے میں مشغول رہتے تھے اور مسودات چیک کرنے میں منہمک رہتے۔ ☆ اس کے انداز بیان میں سادگی، ندرت اور علمی چاشنی جگہ جگہ محسوس ہوگی، حضرت لاہوریؒ کے الفاظ کا بھرپور احتیاط کے ساتھ خیال رکھا گیا ہے۔ ☆ تفسیر میں موجود احادیث مبارکہ کی امہات کتب سے تخریج کی گئی ہے ☆ مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے موجودہ زمانے کے اکابر واہل علم سے ان کی توثیق و تقریظ کیلئے برصغیر کے نامور علماء ومفسرین کی طرف ایک مسودہ تیار کرکے ان کی خدمت میں پیش کیا تاکہ اس پر اپنے تاثرات قلمبند کریں لہٰذا اس میں اہل علم کے تاثرات بھی شامل ہیں۔

علوم دینیہ کے تشنگان وشائقین سے التجا ہے کہ وہ "تفسیر لاہوری" کا ضرور مطالعہ کریں، حضرت شاہ ولی اللہؒ اور مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے تفسیری نکات کے سمجھنے میں "تفسیر لاہوری" بہت ہی کارآمد واقع ہوگی، اللہ تعالیٰ مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے درجات کو بلند فرمائیں کہ انہوں نے یہ عظیم خدمت سرانجام دی، بندہ اپنے استاذزادہ مولانا راشد الحق سمیع کا بھی دل کی اتاہ گہرائیوں سے ممنون وشکرگزار ہے کہ انہوں نے اپنے عظیم والد بزرگوار حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی مرتب کردہ دس جلدوں پر مشتمل "تفسیر لاہوری" عنایت فرمائی، اللہ تعالیٰ انہیں مزید علمی ترقیات سے نوازے (آمین)

شیخ القرآن مولانا نورالہادی شاہ منصوری
مدرس دارالعلوم تعلیم القرآن شاہ منصور

''تفسیر لاہوری'' ایک گراں مایہ تحفہ

قدوۃ المفسرین مولانا احمد علی لاہوریؒ جیسی قطب الارشاد، صاحب کشف و کرامات، عاشق قرآن، فناء فی اللہ وفناء فی الرسول اور علوم عقلیہ ونقلیہ کی کسوٹی کے درجہ پر فائز جامع الکمالات شخصیت ہمارے تعارف کا نہ محتاج ہے اور نہ ہی اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے، قرآن کریم کے ساتھ خصوصی شغف ان کا امتیازی شان رہا ہے اور تا دم واپسیں وہ اس کے ساتھ وابستہ رہے، اپنے ملنے والوں (چاہے ان کا تعلق کسی بھی شعبہ کے ساتھ کیوں نہ ہو) کو درس قرآن کی طرف متوجہ کرنا ان کے خون میں رچ بس چکا تھا، اللہ تعالیٰ ابدالآباد تک ان کی مرقد مبارک پر اپنی رحمتیں سایہ فگن رکھے، درحقیقت یہ شہید اسلام مولانا سمیع الحق صاحب شہیدؒ کی زندہ کرامت ہے کہ دارالعلوم حقانیہ کے اہتمامی مصروفیات بجائے خود کل وقتی مصروفیت تھی، اس کے علاوہ دینی علمی، ادبی، سیاسی اور دیگر گونا گوں مصروفیات کے ساتھ ساتھ اس تفسیری کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا، جبکہ زمانے سے برکت ختم ہوتی جارہی ہے، معلوم ہوتا ہے کہ تکوینی طور پر شہید اسلام مولانا سمیع الحق صاحب شہیدؒ کا انتخاب اس کام کیلئے ہو چکا تھا، اللہ تعالیٰ کی توفیق سے آخری لمحات تک وہ اس عظیم مشن کو سرانجام دینے کیلئے برسرپیکار رہے، اللہ تعالیٰ اس تفسیر کو قبولیت عامہ عطا فرمائے اور صاحب تصنیف سمیت جملہ معاونین کے لئے صدقہ جاریہ بنائے ''تفسیر لاہوری'' کی عظمت و جامعیت اور مستند ہونے کے لئے اتنی بات ہی کافی ہے کہ یہ امام الاولیاء مولانا احمد علی لاہوریؒ کے درسی افادات و آمالی ہیں، جامع اور مرتب شہید اسلام مولانا سمیع الحق صاحب شہیدؒ کی ذات گرامی ہے اور تکمیل ونظر ثانی مولانا راشد الحق سمیع جیسے صاحب علم وبصیرت کے ہاتھوں سرانجام پائی، ساتھ ہی بیسوں سلاطین امت، جبال العلوم اور علم کے آسمان کے درخشندہ ستاروں کی تقریظات اور تاثرات بھی ثبت ہیں، اللہ تعالیٰ اس بے نظیر تفسیر سے استفادہ کا موقع عطا فرمائے، چیدہ چیدہ مقامات کو ملاحظہ کیا عنوانات، ذیلی سرخیاں اور زبان کی سلاست علمی گہرائی اور گیرائی کے باوجود سہل بیانی کی وجہ سے یہ عوام وخواص کے لئے یکساں مفید ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان مقبولین کی برکت سے ہمیں بھی اپنی عظیم الشان کتاب کی تعلیم وتعلم کے سلسلہ کے ساتھ وابستہ رکھے اور اس پر کامل عمل کی توفیق عطا فرمائے اور قیامت کے دن قرآن کریم کو ہمارے حق میں شفاعت کرنے والا بنائے۔ (آمین)

حضرت مولانا سعید اللہ شاہ٭

تفسیر لاہوری ایک گوہر نایاب

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا اس پُرفتن دور میں علمی میدان کے اندر وہ کردار رہا ہے جو دارالعلوم دیوبند کا رہ چکا ہے، چنانچہ اس جامعہ نے دینی میدان کے ہر شعبے کے اندر اپنے رجال کار پیدا کئے ہیں، جو اس شعبے میں دینی نمائندگی کرتے آرہے ہیں، چاہے وہ درس و تدریس ہو یا تصنیف و تالیف، امامت و خطابت ہو یا دعوت و تبلیغ، تزکیہ و احسان ہو یا جہاد و قتال، میدان سیاست ہو یا افتاء و ارشاد، الغرض ہر طرح کی تشنگی دور کر کے افراد امت کو مختلف گھاٹوں کو سیراب کرر ہے ہیں اور کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ نے اس ادارے کا سنگ بنیاد ہی ایک ایسی شخصیت سے رکھوائی تھی جو فرشتہ سیرت انسان تھے۔

میری مراد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ ہیں جن کو میں نے پہلی بار اس وقت دیکھا جب میں اپنے استاد محترم حضرت مولانا محمد عبدالحنان صاحبؒ سے نورالایضاح اور دیگر ابتدائی کتب پڑھ رہا تھا تو اسی دوران حضرت مجھے اپنے گاؤں جہانگیرہ سے اکوڑہ خٹک لے آئے کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ بیمار ہیں، ان کی عیادت کے لئے جاتے ہیں، حضرت اس وقت اپنے مکان کے بالائی حصے کے اندر چارپائی پر تھے، نظر پڑتے ہی بندہ کے خیال میں شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کی تصویر گھومی، بچپن میں تقریباً دس سال کی عمر میں (جب بندہ سکول پڑھ رہا تھا) اس وقت جب اپنے نانا جان مولوی عبدالرحیم صاحب کے گھر جاتا تو مجھے کتابوں سے بڑی دلچسپی تھی جب ان کی کتابوں والی الماری کھولتا تو عربی کتب کے علاوہ مجھے اردو کے یہ مجلے کثیر تعداد میں ملتے، ایک ہفت روزہ ''خدام الدین'' اور دوسرا ماہنامہ ''الحق'' جو اس بات کا واضح ثبوت تھا کہ علاقائی سطح پر ماہنامہ ''الحق'' جدید مسائل کے حوالے سے پیدا شدہ فتنوں کے سدباب کے سلسلے میں علماء اور

٭ جامعۃ المختار دارالایمان والتقویٰ پشاور

امت کی ضرورت پوری کررہا ہے۔

بانی جامعہ کی وفات کے بعد جامعہ پیچھے نہیں ہٹا بلکہ آگے ہی بڑھتا گیا اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کے ذکی وفطین صاحبزادے خلف الرشید حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے دور میں تو دارالعلوم کی تمام نواحی کے اعتبار سے ترقی میں چار چاند لگا دیئے، حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے جیسے جامعہ کے اہتمام میں اپنے والد ماجد کی نیابت کا حق ادا کیا تو اسی طرح دوسرے میادین میں امت کی رہنمائی فرمائی، جیسے آپ ایک حق پرست اور بیباک داعی اور مبلغ تھے، ایسے ہی آپ ایک باصلاحیت سیاسی قائد بھی تھے، جیسے آپ ایک جید اور زبردست مدرس تھے تو اس سے کئی زیادہ آپ کے زورقلم نے تصنیفی وتالیفی میدان میں بھی اپنا لوہا منوایا۔

اسی سلسلے میں وہ املاءات ہیں جو''تفسیر لاہوری'' کے نام انہوں نے دوران درس اپنے استاد حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے درسی افادات لکھوائے پھر بندہ کو اس بات کا علم ہے کہ دوران درس کسی استاد کے افادات اس طور پر قلمبند کرنا کہ استاد کے الفاظ ہی کے پیرائے میں اس کا مقصد بھی زیرتحریر نپی تلی عبارت میں آجائے تو بڑا ہی مشکل کام ہے۔

بندہ نے اس تفسیر کو ستائیس رمضان المبارک میں ہاتھ لگتے ہی سرسری نظر سے جگہ جگہ دیکھا تو بہت مفید پایا، ایسا لگتا ہے کہ کوئی ماہرغواص سمندر میں غوطہ لگا کر مختلف اور قیمتی گہر چن رہا ہے اور ان شاء اللہ علماء وعوام سب کے لئے بہت ہی مفید ہوگا، مولانا راشدالحق سمیع کو اللہ تعالیٰ دینوی واخروی، ظاہری وباطنی ترقیات سے نوازے جنہوں نے دن رات ایک کرکے محنت کی اور اپنے معاونین کے ساتھ مل کر امت پر احسان کرکے اس نادر ذخیرے کو سلیقے سے مرتب کرکے پیش کیا۔

اللہ تعالیٰ راشد الحق صاحب، ان کے معاونین، ان کے اہل وعیال اور حضرت شہیدؒ کے تمام خاندان والوں کو دنیا وآخرت کی ترقیات سے نوازے اور ادارے کو روز افزوں ترقیات عطا فرمائے۔ (آمین یارب العالمین)

مولانا طاہر محمود اطہر (لاہور)

''تفسیر لاہوری''

عشق ومحبت کا لازوال سفر آرزوئے ناتمام کا اتمام

''تفسیر لاہوری'' جس منبع علم وعرفان کا سیلِ فیضان ہے (جس نے برسہا برس برصغیر بالخصوص پنجاب کے مسلمانوں کے ایمان ویقین کی فصل کی سیرابی کا فریضہ انجام دیا) وہ پرشکوہ شخصیت نہ تو کسی تعارف کی محتاج ہے اور نہ ہم جیسے طالبعلموں کے لائق ہے کہ وہ صبح روشن کے سامنے چراغ سحری لے کر کھڑے ہوجائیں۔ قطب الاقطاب شیخ التفسیر حضرت احمد علی لاہوریؒ کی دینی ملی خدمت اور درسِ تفسیر وترجمۂ قرآن کے شایانِ شان یہی تھا کہ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ جیسی کوئی عبقری شخصیت اس خدمت کو بجالاتی، آپ کے دروسِ قرآن، تفسیری افادات، علمی نکات اور درسی خصوصیات سے زندگی کے ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے ہزاروں لوگوں نے استفادہ کیا۔ وہ لوگ بڑے خوش نصیب تھے جن کو ایک صاحب کشف والہام اللہ والے کی صحبت ومجالست اور ان کے علوم ومعارف سے استفادے کا موقع میسر رہا، حضرت لاہوریؒ کے علمی، روحانی اور عرفانی مقام ومرتبہ سے شناسا لوگ آج کے دورِ نامقبول میں ایسی شخصیتوں کے وجود اور ان کی علمی مجالس کو ترستے ہیں، امام لاہوریؒ جیسے کائناتِ ولایت کے فخر اور روحانیت کے امام اب کہاں نظر آتے ہیں؟ غیرتِ عمر، شجاعتِ حیدر، زہد ابوذر اور مسکینیِ سلمان کا امتزاج، صاحب کشف وکرامات ''امام لاہوریؒ'' عصر رواں کی وہ آخری شخصیت تھے جو حقیقتاً اللہ کے نور سے دیکھنے کی صلاحیت سے مالا مال تھے۔ چاند کی معیت میں ستارے، آفتاب کے لئے کرنیں، گلدستے کے لئے پھول، تاج کے لئے ہیرے اور سمندر کے لئے موجیں اچھی لگتی ہیں، امام الاولیاء حضرت لاہوریؒ جیسے آسمانِ ولایت کے چاند اور علم وعرفان کے بحرِ ذخار کے لئے مولانا سمیع الحق شہیدؒ جیسے تارے اور موجِ فیض کا انتخاب، قدرت کا عظیم عطیہ ہے، وہ آنکھیں جنہوں نے حضرت لاہوریؒ کو دیکھا ہے، وہ کان جنہوں نے معرفت سے بھرپور آپ کے ارشادات کو سنا ہے، وہ دل ودماغ جس نے اس خزانے کو محفوظ کر کے اُمت تک پہنچانے کا اہتمام کیا، اس کے

لئے محنت و مشقت برداشت کی، سب مبارک، قابل تحسین، پچھلوں کے لئے یادگار اور قابل فخر ہے۔

''تفسیر لاہوری بجائے خود آفتاب ہے، آفتاب آمد دلیل آفتاب ہے''، چمن بھی ہے اور چمن کی بہار بھی، سبزہ بھی اور شادابی بھی، گلزار بھی اور سیرابی بھی، یہ گلزار گلریز قلم سے اُٹھایا گیا، اس پر بزرگوں کا سایہ ہے، یہ سائے بڑے باکمال اور پرتاثیر ہیں، جہاں پر جائیں رحمت کی گھٹائیں اُمنڈ آتی ہیں، برکتوں کے سبزے اُگ آتے ہیں، معرفت کی شادابی اپنا رنگ دکھاتی ہے۔

''تفسیر لاہوری''، امام لاہوریؒ کے سینے میں موجزن علمی سمندر کی وہ موج سلسبیل ہے جو برسوں پہلے قلب لاہوری سے پھوٹنے والے چشموں کے سنگ بہتی ہوئی حقانیہ کی زرخیز زمین سے، عصر حاضر میں جلوہ گر ہورہی ہے، اس کی رونمائی بھی عجیب شان سے ہے، عجب وقت میں ہے، وقت بڑا بے رحم ہے، کسی کا انتظار نہیں کرتا، یہاں بھی وقت نے کوئی انتظار نہیں کیا، بے شک معاملہ تفسیر قرآن کا تھا سوال ایک مرد حر کے ادھورے خوابوں کی تکمیل کا، سفر طویل، منزل قریب، بس تھوڑا فاصلہ، صرف تین پارے ہی تو تھے مگر، قلم رُک گیا، چراغ بجھ گیا، کشتی ٹوٹ گئی، سفاک ہواؤں نے حسین خوابوں کی ساری چیاں اُڑادیں، وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا۔

''تفسیر لاہوری'' امام احمد علی لاہوریؒ کے درسی افادت کی بے کراں موجیں ہیں، نصف صدی سے زائد ہزاروں انسان ان موجوں سے سیراب ہوئے، وہ بڑے پاکباز لوگ تھے، نفوسِ قدسیہ، فکر وسوچ کے منزہ، دل کے صاف وشفاف، نیلگوں پانیوں کی طرح حسین، محبت قرآن سے سرشار، ان اُجلے کردار انسانوں کی قطار میں ''تفسیر لاہوری'' کے مؤلف مولانا سمیع الحق شہیدؒ بھی نظر آتے ہیں، یہ تفسیر ایک شہید کی جستجوئے علم کی کائنات ہے، شہید تو زندہ ہوتا ہے، یہاں بھی وہاں بھی، حقیقی زندگی یہی ہے، بڑی خوبصورت زندگی پررونق، باوقار اور حسین زندگی، روح انسانی کے جزیرے اس زندگی سے تابندہ ہیں، ولولوں کی چوٹیوں پر اسی زندگی کی قندیلیں روشن ہیں، دل کی گہرائیوں تک اس کی روشنیاں جگمگ کرتی ہیں۔

''تفسیر لاہوری'' قرآنِ مقدس کی روشنی ہے، روشنی کے یہ مینار مینارِ ہدایت ہیں، انوار لاہوری کی روشنیاں ان سے پھوٹ رہی ہیں، ان روشنیوں نے سب کو اپنی طرف متوجہ کرلیا ہے۔ اکابرین، اصاغرین، علماء، طلباء، سب پروانے اس روشنی کی طرف لپک رہے ہیں، ان میں خونِ شہید کی حرارت رچی ہوئی ہے، قبولیت کی لپٹیں اسی حرارت کا کرشمہ ہے، اس حرارت کے شعلوں نے مؤلف کی زندگی کے تمام شعبوں کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ تفسیر میں، تقریر میں، تحریر میں، تدبیر میں، رزم میں، بزم میں، عزم میں، مردِ حر کی گرمیٔ عشق کا اثر ہر میدان میں نمایاں ہے۔ تفسیر کے ایک ایک ورق

پر گرمئ عشق کی تپش ہے، حریت فکر کی تپش، اپنے شیوخ کی شمع معرفت ہے، علوم ومعارف کی کرنوں کی تپش، آنکھوں کے پرنالے سے نکلتے سوز باطن کے بخارات کی تپش، فرزند دلبند راشد الحق کی آہ سنئے! مگر ہائے افسوس! حضرت اباجی شہیدؒ کی یہ دیرینہ تمنا ان کی زندگی میں پوری نہ ہوسکی، یہ تفسیر تشنۂ تکمیل اور ادھوری چھوڑ کر آپ خلد بریں کی جانب روانہ ہوگئے......

زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا　　　تمہی سو گئے داستاں کہتے کہتے

کہاں سو گئے، یہ آنکھیں کہاں سوسکتی ہیں، ان آنکھوں میں شہادت کا کاجل لگا ہے، یہ آنکھیں آج بھی کھلی ہیں، آنکھوں کے ان آئینوں میں آج بھی سرخ وسفید گلاب کا عکس ہے، ان سدا بہار گلاب آنکھوں پر لہو کی شبنم چمک رہی ہے، یہ کب سوسکتی ہیں، ان کی چمک ہر سو پھیلی ہوئی ہے، یہ چشم شہید ہیں، ان بھیگی آنکھوں کی برسات سے پاکباز آج بھی وضو کرتے ہیں، ''تفسیر لاہوری'' کا ایک ایک حرف ان آنکھوں کے دریچے کا چراغ ہے، یہ چراغ چلتا رہے گا، روشنی پھیلتی رہے گی، آنکھیں کھلی رہیں گی۔　ع　ہمیں سو گئے داستاں سنتے سنتے

''تفسیر لاہوری''، عشق ومحبت کا لازوال سفر ہے، نصف صدی پر محیط سفر، مبارک بامقصد سفر، اس سفر میں سود وزیاں کا کوئی تصور نہیں، عوارض وامراض کے نشیب اس سفر میں کوئی معنی نہیں رکھتے، مصائب ومشکلات کے نوکیلے کانٹے، تکالیف وآلام کے خارزار، یا مصروفیات کے جھاڑ جھنکار، سفر کے عزم کو شکست نہیں دے سکے، سفر جاری رہا، دن کے اُجالے میں، رات کی تاریکی میں، ناموافق موسموں میں، غموں کی برسات میں، مسرتوں کے لمحات میں سفر جاری رہا۔ خدمت قرآن ہوتی رہی، سفر جاری رہا، ناہموار راہوں پر، ہنگامۂ حیات کی چیخ وپکار میں، بیمار جسم، لاغر بدن، ضعف وکمزوری کے خدشے، کپکپاتے ہاتھ، ان کپکپاتے باوضو ہاتھوں میں مقدس کتاب، بلند وبرتر کلام، سکون کا پیغام، درد کا درماں، ہر بیماری کا علاج، ہر مرض کی شفا، ہر زخم کا مرہم، ہر رنج والم کے لئے سندیسۂ مسرت سفر جاری رہا، منزل قریب آنے لگی، فاصلے سمٹنے لگے، جوش وولولہ کا دامن تازہ پھولوں سے مہکنے لگا۔ عزم بلند کا سرخوشی سے مزید بلند ہونے لگا، منزل قریب آرہی ہے، ستائیں پارے مکمل ہوگئے صرف تین ہی تو رہ گئے، ربّ کی مقدس کتاب کی ساتویں منزل، سفر جاری ہے، ادھورے خواب پورے ہونے والے ہیں، آرزوئے ناتمام کے خزاں پر بہار آیا ہی چاہتی ہے، صحراءِ حسرت پر گل ولالہ کھلنے والے ہیں پھر اچانک قیامت برپا ہوگئی، مسافر اسلام پر قیامت، مفسر قرآن پر قیامت، محافظ ناموسِ رسالت پر قیامت، صبح روشن دھندلا گئی، اُمیدوں کے آبگینے ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہوگئے،

حسرتوں کے محل بکھر گئے، تمناؤں کے پھول مرجھا گئے، اُداس و غمگین شام میں کہیں دور پرے اُفق کی سرخی اور حسرتوں کی سرخی جیسے ایک ہوگئی ہو، خورشید فلک چلا جاتا ہے، جگمگاتے تاروں کے قافلے اُتر آتے ہیں، یہاں بھی خورشید علم وعرفان نے اپنے پیچھے قندیلیں روشن کردیں۔

''تفسیر لاہوری'' روشن قندیلیں ہیں، کائنات سوجاتی ہے، تارے جاگتے ہیں، تاریک سناٹوں میں قندیلیں بھی جاگتی ہیں، تفسیر کے صفحوں پر شہید کی یاد کی قندیلیں ہمیشہ جاگتی رہیں گی۔

''تفسیر لاہوری'' نسبتوں کے چمن کی فصل بہار ہے، علمی نسبت، روحانی نسبت، عرفانی نسبت، عقیدت ومحبت کی نسبت، ان نسبتوں میں کیا رنگ ہیں، ہر رنگ خوبصورت، ہر رنگ دوسرے سے بڑھ کر، نسبتوں کے ان رنگوں میں ''مؤلف تفسیر'' رنگ گئے، تفسیر میں ان سارے رنگوں کی قوس و قزح جگمگارہی ہے، آپ نے تفسیر کے دامن میں سارے رنگ بھر دیئے، یہ قطب عالم کی امانت ہے، ساٹھ سال پہلے کی امانت، چاہتوں کے صندوق میں کتنی حفاظت سے رکھا اس امانت کو، ذہانت و فطانت اور ضبط و حفظ کے کتنے پہریدار لگا رکھے تھے آپ نے تفسیر قرآن کی مقدس امانت کی، ان کو کتنی فکر تھی، کتنا احساس اور درد تھا، یہ درد گویا کہ روح زندگی ہے، سنبھال سنبھال کر رکھا اس درد کو، پروردگار سے اس کے باقی رہنے بڑھنے کی دُعائیں مانگیں، دُعائیں رنگ لے آئیں، علمی کام کی تکمیل ہوگئی، خدمت قرآن کا کچھ حق ادا ہوگیا، محفوظ امانت اہلِ امانت کے ہاتھوں میں پہنچ گئی۔ بارامانت سے سبکدوش ہوگئے۔ ع تو نیز حاضری شوی تفسیر قرآں دربغل

''تفسیر لاہوری'' شہید کے عہد شباب کی وہ فصل گل ہے، جس کے پودوں کی زمانہ طالب علمی میں ارضِ قلب پر شجر کاری کی گئی، محنت، توجہ، مقصد کی لگن، طلب علم میں اپنے اوقاتِ عزیز کی، قدر و قیمت اور شیخ کی توجہات، دعوات اور برکات نے ان پودوں کو شجر ثمر بار بنا دیا ہے، متاع وقت کی قیمت یوں ہی گراں لگائی جاتی ہے، وقت بہت قیمتی ہے اس راز کو آپ نے عہد طالب علمی میں پالیا، آپ کے وقت کی قیمت ''تفسیر لاہوری'' گرانقدر قیمت ہے، سرمایۂ وقت ہے، یہی سرمایۂ میراث ہے، راشد الحق خوش قسمت ہیں، آدابِ فرزندگی سے بہرہ ور ہیں، فیضانِ نظر سے لبالب ہیں، عظیم باپ سے عظیم میراث پائی ہے، تفسیر قرآن کی میراث، خداداد صلاحیتوں سے انہوں نے اس میراث کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اب وہ یہ میراث بانٹ رہے ہیں، اپنوں میں، پرائیوں میں، قیامت تک یہ میراث بٹتی رہے گی، راشد الحق کے سخی دل نے مجھے بھی محروم نہیں رکھا، مولانا عبدالقیوم حقانی کا واسطہ کام آگیا، میراث کا ایک جزء مجھ تک بھی پہنچ گیا، جس کے ساتھ حقانی صاحب کی محبت بھی لپٹی ہوئی ہے۔

مولانا عرفان الحق حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

''تفسیر لاہوری'' ایک بیش قیمت ورثہ

وقت کی برق رفتاری انسان کو موت کی وادی کی طرف کھینچ رہا ہے، ہر کوئی چاہتا ہے کہ اپنی عمدہ اور اچھی کمائی ورثاء اور پسماندگان کے لئے چھوڑ کر جائے ، کاروبار زندگی پر نظر دوڑائی جائے تو مال و دولت، جائیداد و منصب یہ بھی ترکہ کہلاتا ہے، تاہم اس سے میت کے لواحقین ایک خاص وقت تک فائدہ ضرور لیتے ہیں لیکن یہ مال و زر ختم ہونے والی عارضی چیزیں اور محدود پیچھے رہنے والے لوگوں کے لئے ہوتی ہیں، اس کے مقابل بعض ایسی دولتیں بھی ہیں جو کہ غیر محدود لوگوں کیلئے ہوتی ہیں اور پائیدار ہوتی ہیں۔

ایسی ہی ایک عظیم دولت و میراث عم مکرم حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے بھی ہم سب روحانی و صلبی اولاد کے لئے چھوڑی جس کا نام ''مجموعہ تفاسیر امام لاہوری'' المعروف بہ ''تفسیر لاہوری'' ہے، یہ تفسیر بحمدللہ گزشتہ دنوں جمعہ ۳ فروری ۲۰۲۳ء کو منظر عام پر آگئی۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سے اللہ تعالیٰ نے قرآنی علوم و معارف کے چشمے جاری کرکے عظیم فیض و صدقات جاریہ سے نواز رکھا تھا، ان کے ہزاروں فضلاء میں اکثر نے اپنے استاذ کے میراث کو درسِ تفسیر کی صورت میں اگلی نسلوں تک پہنچانے کا عظیم فریضہ جاری رکھا۔ ہمارے ہاں اکوڑہ خٹک میں حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ مدنیؒ ، حضرت مولانا عبدالحلیم دیر باباجی مدظلہ اس کی بین مثالیں ہیں، اسی طرح مردان میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن المعروف بہ تھانہ مولوی صاحب جو کہ ۶۵ برس سے اس سلسلہ سے منسلک ہیں، اس وقت حضرت لاہوریؒ کے بالواسطہ تو ہزاروں تلامذہ یہ سعادت انجام دے رہے ہیں، تاہم براہ راست شاگرد معدودے چند ہی رہ گئے ہیں، اب ان سے روبرو استفادہ کرنے والی نسل گزر گئی ، اس وقت تقریباً ۶۳ برس حضرت لاہوریؒ کے رحلت کو ہو چکے ہیں، بہرصورت ہر کسی کو اس دار فانی سے ہوکر گزرنا تو کائناتی اصول ہے، جس سے کوئی مستثنیٰ نہیں تاہم کامیاب ہے وہ شخص جس نے دین و اشاعتِ اسلام کی راہ پر ثبات و استقامت اختیار کرکے اس مشن کو جاری رکھا، ہمارے مربی و شیخ و عم مکرم مولانا سمیع الحق شہیدؒ کو اللہ تعالیٰ نے شیخ التفسیر لاہوریؒ کے علوم و معارف کو تحریر کے قالب میں ڈال کر دنیا کے سامنے پیش کرنے کیلئے چن کر رکھا تھا......

قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے　　　جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا

مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے عمر عزیز کے آخری اٹھارہ برس تصنیف و تالیف میں ہی زیادہ تر صرف کئے، سفر و حضر، بستر و مَرَض، خلوت و جلوت، درون خانہ و دفتر ہر جگہ اس کام سے منسلک رہے، یہی وجہ ہے

کہ ان کی متنوع تالیفات جیسے خطبات حق، زین المحافل، اسلام کا نظام اکل وشرب، مکتوبات مشاہیر، صلیبی دہشگردی اور عالم اسلام، War of ideologyاسی دور میں طبع ہو کر شائع ہوئے، دادا جان شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی شرح ترمذی شریف حقائق السنن کے مزید دو جلدوں پر بھی مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی زندگی میں کام ہوا، تاہم اس کی اختتامی تصحیح رہتی ہے، اسی طرح مکتوبات مشاہیر کے تکملہ کے بھی دو جلدوں پر کام مکمل ہو چکا ہے، نیز فتاویٰ حقانیہ کے تکملہ کی دو جلدوں پر بھی ان کی توجہ سے کام مکمل ہوا، جس پر اب نظر ثانی رہتی ہے، شیخ الحدیثؒ کے بخاری شریف کے ابواب المغازی پر اور ابواب التفسیر پر بھی بیش تر کام تمام ہو چکا ہے۔ نیز ''تاریخ حقانیہ'' چار جلدوں میں احقر عرفان الحق کے قلم سے بھی ان کی ترغیب وتشویق کے سبب مکمل ہو کر ان کے لئے باقیات الصالحات ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے تحریر وتالیف کا اعلیٰ ذوق اور ہر کسی سے کام لینے کا جو ملکہ دے رکھا تھا وہ شاذ و نادر لوگوں کو ملتا ہے، تاہم یہ سب منصوبے شہود پر آنے سے قبل ہی ان کی اچانک شہادت کی وجہ سے ادھورے رہ گئے، اب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تدریجی طور پر منظر عام پر آرہے ہیں۔

حضرت لاہوریؒ کے تفسیری افادات وامالی مولانا سمیع الحق شہیدؒ دوران طالبعلمی قیام لاہور میں بالتزام ضبط کرتے رہے، احقر کی مرتب کردہ کتاب مولانا سمیع الحق کی ڈائری اور علمی منتخبات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حیطہ تحریر میں لانے کا یہ دور ۱۱/مارچ سے یکم جون ۱۹۵۹ء تک کا ہے، اس مسودہ تحریر کو عم محترم نے ۳ جون کو اپنے استاد (حضرت لاہوریؒ) کو ملاحظہ کروایا جس پر آپؒ نے بڑی خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے کہا کہ ''تم سے قبل اس اہم کام کی طرف اتنی توجہ نہیں دی گئی''۔

قارئین ۶۵ برس قبل کے درج بالا جملے کو بار بار دہرا کر پڑھیے، اندازہ ہوگا کہ اس ولی کامل نے اپنی فراست ایمانی سے کیا پیشین گوئی فرمائی کہ تم سے قبل اس اہم کام کی طرف اتنی توجہ نہیں دی گئی، حیرت وتعجب ہے اس دور بین نگاہوں کے اس کلام مصیب پر، اسی کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمایا کہ اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور اللہیعنی اگر غور کیا جائے تو اس مؤمنانہ فراست کے طفیل ہی تقریباً پون صدی کے قبل ہی آنے والے تفسیر کا عندیہ دیا گیا ہے فیا للعجب

خود عم مکرم نے اس مجموعے کی تیاری کے وقت چند برس قبل بعض اہل علم وفکر کو اس کے چند سو صفحات ارسال فرما کر اپنے مکتوب محررہ جمادی الاول ۱۴۳۸ھ میں لکھا کہ ''اگرچہ میں اس عظیم کام ہرگز اپنے آپ کو اہل نہیں پاتا مگر رہ رہ کر خیال آتا رہا کہ یہ امانت پوری امت تک پہنچائی جائے، یہ کام اگرچہ بہت محنت اور فرصت طلب تھا مگر یہ تمنا ہے کہ خداوند قدوس اسے تکمیل تک پہنچا کر میرے لئے توشۂ آخرت اور وسیلہ مغفرت بنادے اور بقول حضرت شیخ الہندؒ ع من نیز حاضر میشوم تفسیر قرآن در بغل

اس تفسیر کو ''تفاسیر لاہوری'' یا ''تفسیر لاہوری'' کا نام تایا جان مولانا سمیع الحقؒ نے اس لئے دیا

کہ اس میں تفسیری افادات کوئی مسودوں سے اکھٹے کئے گئے ہیں، ایک مسودہ آپ کا ذاتی درس کے دوران تحریر کردہ ۱۹۵۹ء کا ہے، دوسرا مولانا مفتی بشیر احمد پسروریؒ کا ۱۹۲۶ء کا لکھا ہوا، تیسرا نامعلوم مرتبؒ کا ۱۹۲۸ء کا ہے، چوتھا مولانا عبدالعزیز ہزاروی، ۱۹۴۳،۴۴ء کا ہے، پانچواں مولانا محمد احمدؒ مردان کا ۱۹۵۱ء کا ہے، چھٹا پروفیسر سعید احمد خان چارسدہ کا ۱۹۵۶ء کا تحریر ہے،اس کے علاوہ بنیادی استفادے کا مواد حضرت لاہوریؒ کا قرآن عزیز مترجم ومحشی کو بنایا گیا، نیز جملہ تحریری افادات اور خطبات ومجالس ذکر حضرت لاہوریؒ کا عطر کشید بھی اس تفسیر میں ملتا ہے،دس جلدوں میں یہ تفسیر ۵۵۲۳ صفحات پرمبنی ہے، اس تفسیر میں زیادہ تر ہر آیت کے تحت بیان کیا گیا مسئلہ عنوان لگا کر خوب واضح کرنے کا انداز بطور خاص اختیار کیا گیا ہے، اسی پر بات ختم کروں گا کہ ع مشک آنست کہ خو بوید نہ کہ عطار بگوید

اس مجموعہ کے متعلق منامی مبشرات بھی سننے میں آرہے ہیں، احقر کو ایک صوفی منش بزرگ جناب محمد جاوید بن سلطان محمود (سکنہ شہید آباد نمبر النڈی اخون احمد پشاور) نے بتایا کہ: ''۱۴ ردسمبر بشب بدھ پونے دو بجے شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اور مولانا سمیع الحق شہیدؒ کو خواب میں دیکھا کہ انکے دست مبارک میں یہ تفسیر بڑے حجم والی بھاری بھرکم ایک ہی جلد میں لال گلابی روشنائی سے لکھی ہوئی ہے، بڑے حضرت جی (داداجان مولانا عبدالحقؒ) فرمانے لگے کہ آپ نے عرفان الحق سے اس تفسیر کے متعلق استفسار کیا تھا مگر اس وقت اس کے پاس موجود نہیں تھی، آؤ یہ ہمارے پاس موجود ہے، پھر آپؒ نے کچھ حصہ پڑھایا اور مجھے سنانے کیلئے کہا، پھر فرزند ارجمند (مولانا سمیع الحق شہیدؒ) کو دے کر مجھے سنایا اور امتحان کی شکل میں مجھے سبق کے طور پر سنانے کے لئے فرمایا، میں نے اسی طرح سنادیا جس پر مجھے شاباش دیتے ہوئے فرمایا کہ اس تفسیر میں اسلاف کی جملہ تفاسیر کی برکتیں شامل کردی گئی ہیں۔ جاؤ! اسے عرفان کو پڑھ کر سنادو، میں نے جا کر عرفان صاحب کو سنایا تو وہ کہنے لگے کہ واہ یہ کیسے ہوا؟! ابھی تک میرے پاس آیا نہیں اور تم نے سیکھ بھی لیا، یہ کس نے آپ کو پڑھایا؟ اس پر میں نے ان دونوں حضرات شیخین کی طرف واپسی کی، وہ دونوں حضرات ایک ساتھ مسکرا رہے تھے۔'' معلوم ہوا کہ یہ دونوں اکابر عالم برزخ میں اس عظیم کام کے اتمام پر خوشی منا رہے ہیں، بہرصورت! جن حضرات نے اس تفسیر کے سلسلہ میں اپنی خدمات اخلاص کیساتھ پیش کئے ہیں ان کا صلہ ان شاء اللہ بارگاہ لم یزل میں محفوظ ہے، تاہم ہمارے اوپر بھی ان کی سپاس گزاری لازم ہے۔ بالخصوص مولانا فہد حقانی، جن کو نوجوانی ہی میں اس عظیم کام کیلئے اللہ تعالیٰ نے موقع دیا، کمپوزنگ، تصحیح، اشاعت تک کے تمام امور میں جن حضرات کو جانی و مالی طور پر استعمال ہونے کے مواقع ملے، یہ سب قابل صد مبارکباد ہیں۔ برادر مکرم مولانا راشد الحق نے اپنے حصے کا فریضہ نبھاتے ہوئے اس کام کو دنیا کے سامنے لانے کی ذمہ داری بھی احسن طریقے سے نبھائی، اللہ تعالیٰ ان جملہ ساتھیوں کو جنھوں نے اپنے لیل ونہار اس عظیم کام میں میں صرف کئے، جزائے خیر سے نوازے (آمین)

مولانا اسامہ سمیع الحق

مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

اباجی شہیدؒ کی ایک دیرینہ آرزو وتمنا: تفسیر لاہوری

امام الاولیاء شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ برصغیر پاک وہند بلکہ تمام عالم اسلام کی ایک بلند پایہ مفسر کی حیثیت سے جانے پہچانے شخصیت تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں قرآن پاک کی تفسیر کا خاص ملکہ اور ذوق عطا فرمایا تھا، والد ماجد شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ اس دور کے ان خوش نصیبوں میں سے ایک تھے جنہیں امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سے تلمذ کا رشتہ نصیب ہوا پھر تلمیذ اور شاگرد بھی ایسا کہ استاد خود ان پر فخر کرتے اور شاگرد بھی ایسا خوش قسمت کہ انہوں نے علوم ومعارف لاہوری کو بڑے سلیقے سے محفوظ کیا اور اس کو مدون کرنے کا سلسلہ شروع کیا اور اباجی شہیدؒ کی یہی تمنا اور آرزو تھی کہ میری حیات ہی میں اس کی اشاعت پایہ تکمیل تک پہنچے لیکن ایسا نہ ہوسکا تاہم برادر محترم مولانا راشد الحق سمیع کی کوششوں اور مولانا محمد فہد حقانی کی شبانہ روز محنتوں کی بدولت اباجی شہیدؒ کی وہی تمنا و آرزو بعد از شہادت پوری ہوئی اور یہ عظیم الشان تفسیری ذخیرہ منظر عام پر آیا والد ماجد اپنی زندگی کی آخری مہ وسال اسی تفسیری کام میں منہمک رہتے شب وروز کی معمولات میں تفسیری کام کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل تھی جس روز جن صفحات پر کام مکمل کرتے تو اکثر مجھے فرماتے کہ اسامہ! کل تفسیر کی فلاں فائل فہد کے حوالے کریں، تفسیر کے ساتھ انہماک اس درجے تھا کہ عارضہ قلب کے دوران اللہ سے دست بدعا تھے کہ ''الٰہی! میری یہی آرزو اور یہی تمنا ہے کہ میں اپنی حیات میں اس تفسیر کو مکمل کرسکوں، الٰہی! مجھے اس تفسیر کی تکمیل کے لئے کچھ عمر مزید عطا فرما۔'' تفسیری کام سے انہماک کے ساتھ ساتھ حضرت لاہوریؒ کے ساتھ بھی انتہائی درجے کی عقیدت ومحبت تھی وہ جب بھی لاہور تشریف لے جاتے تو حضرت لاہوریؒ کی قبر کی زیارت ضرور فرماتے، تفسیر پر جب کام شروع ہوا تو اپنے خاندان کے تمام بچوں کو حضرت لاہوریؒ کی قبر کی زیارت کروائی اور اپنے ہمراہ تفسیری کام کے کچھ مسودات بھی ساتھ لے گئے تھے اور بچوں سے کہا کہ جن تفسیر پر ہم کام کررہے ہیں یہ انہی مفسر کی آخری آرام گاہ ہے۔ بہرحال! اب اس آخری آرام گاہ میں مفسر اور مرتب دونوں کو اس کی اشاعت پر بہت تسکین اور مسرت ہوئی ہوگی، برادرم مکرم مولانا راشد الحق سمیع اور مولانا محمد فہد صاحبان مبارکباد اور داد کے لائق ہیں کہ انہوں نے اباجی شہیدؒ کی تمنا اور دیرینہ آرزو کو تمنا اور آرزو نہیں رہنے دیا بلکہ اس کو پایہ تکمیل تک نہایت احسن طریقے سے پہنچایا، اللہ جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

مولانا محمد فہد حقانی
مہتمم مدیر ماہنامہ ''الحق''

عاشقانِ قرآن کے لئے ایک حسین تحفہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے درس قرآن اور تفسیر اپنی گونا گوں خصوصیات جامعیت اور حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے علوم و افکار سے استفادہ کے سبب بہت جامع، مانع، منفرد اور ہمہ گیر ہیں، یہ تفسیر ایک طرف اسلاف کی فکر کی نمائندہ ہے تو دوسری جانب آج کے حالات میں بھی ہماری بھرپور رہنمائی کرتی ہے، ضرورت اس امر کی تھی کہ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے دروس کو تحریری شکل میں پیش کرکے قرآنی فکر کو عام کیا جائے تاکہ معاشرے میں حضرت لاہوریؒ کے علوم و معارف تک ہر عام و خاص کی رسائی ہو، اس لئے اس بات کی اشد ضرورت اور وقت کا تقاضا بھی تھا کہ حضرت لاہوریؒ کے تفسیری افادات کو اس انداز سے منظر عام پر لایا جائے جیسا کہ اس کا انداز واسلوب درس تھا تاکہ علوم ولی اللّٰہی کے اس معتمد شارح کے افادات سے تشنگان علم تفسیر سیراب ہوسکیں، چنانچہ اس تشنگی اور ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے مایہ ناز شاگرد، شیخ المشائخ حضرت مولانا عبدالحقؒ کے فرزند ارجمند، استاد گرامی حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے اس تفسیر کو مرتب کرنے کا عزم کیا اور حضرت لاہوریؒ کے تفسیری افادات کو ''تفسیر لاہوریؒ'' کے نام سے مرتب ومدوّن کرنے کا بیڑہ اٹھایا، حضرت مولانا شہیدؒ نے حضرت لاہوریؒ کے افادات تفسیریہ اور فرمودات قرآنیہ کو یکجا کرکے ایک گنج گراں مایہ کی شکل میں عاشقان کلام الٰہی اور مشتاقان قرآن کے لئے ایک حسین وعظیم تحفہ پیش کیا، اگرچہ مولانا شہیدؒ کی حین حیات اس کی طباعت واشاعت نہ ہوسکی تاہم ان کے ہونہار لائق فائق فرزند ارجمند مولانا راشدالحق سمیع مدظلہ کی جدوجہد اور دن رات کی محنتوں سے ''تفسیر لاہوری'' منظر عام پر آئی، آخر میں ایک بات تحدیث نعمت کے طور پر عرض کرتا چلوں کہ راقم ''تفسیر لاہوری'' میں کام کرنے کی خدمت کو اپنے لئے سعادت سمجھتا ہے اور حضرت شہیدؒ نے راقم کو اس قابل سمجھا کہ اس تفسیری خدمت میں انکی معاونت کرسکوں، یہ میرا کمال نہیں بلکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق شامل حال رہی ہے......

ایں سعادت بزور بازو نیست   تانہ بخشد خدائے بخشند

اللہ تعالیٰ اس عظیم تفسیری کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے (آمین)

مولانا ڈاکٹر قاسم محمود*

''تفسیر لاہوری'' ایک قیمتی علمی جوہر

حضرت شہید اسلام قائد نا البطل حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی ایک شاندار یادگار ''تفسیر لاہوری'' باصرہ نواز ہوا، حضرت امام التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کے اس عظیم مجموعہ دروس کا خدا شاہد ہے کہ جب سے سنا تھا کہ حضرت شہیدؒ (اپنی حیات میں) اس پر کام کر رہے ہیں تو اس وقت سے ہی بڑی بیتابی سے اس کا انتظار تھا، ہماری علمی تاریخ میں ایسے بہت سے قیمتی علمی موتی موجود ہیں جو استاد اور شاگرد کی کاوشوں سے وجود میں آئیں، زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں۔ اردو میں سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ''سیرت النبی'' کے عنوان سے جس مبسوط کتاب نے ایک دنیا کو اپنی سحر میں رکھا ہے، یہ بھی ایسی ہی ایک عظیم کاوش تھی، ''سیرت النبی'' علامہ شبلی نعمانیؒ نے شروع کی تھی مگر ابھی مکمل نہیں ہو پائی کہ داعی اجل نے انہیں مزید مہلت نہیں دی، ان کی وفات کے بعد علامہ شبلی نعمانیؒ کے عظیم شاگرد مولانا سید سلیمان ندویؒ اٹھے اور انہوں نے اس شاہکار کی تکمیل کی، اسی طرح شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے مسلم شریف کی عظیم شرح فتح الملہم لکھنا شروع کی مگر انہیں بھی اس کی تکمیل کا موقع نہیں ملا اور وہ داعی اجل کو لبیک کہہ گئے، بعد میں حضرت شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانیؒ کی اس عظیم کاوش کو حضرت ہی کے علمی جانشین اور ہمارے عظیم استاد حضرت شیخ الاسلام مولانا مفتی تقی عثمانی دامت فیوضہم نے تکمیل آشنا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

سیرت النبی اور فتح الملہم کی تکمیل اس لیے ہو سکی کہ دونوں کے مصنفین کو بہترین علمی وارثین میسر آئے، آج الحمد للہ مولانا راشد الحق سمیع صاحب کی ان خصوصی علمی کاوشوں کو دیکھ کر جو ان کے عظیم والد سے نسبت رکھتی ہیں، بے اختیار دل سے مولانا راشد الحق کیلئے دعا نکلتی ہے اور دل میں یہی خیال آتا ہے کہ یہ حضرت شہید مظلوم مولانا سمیع الحقؒ کے اخلاص وللّٰہیت کا مظہر ہے کہ انہیں رب کریم نے ان جیسا باکمال روحانی، علمی اور صلبی جانشین عطا فرمایا، یقیناً مولانا راشد الحق جیسے اہل، قابل، لائق اور صاحبان توفیق سپوت ہی ہوتے ہیں جن کی وجہ سے بزرگوں کا ورثہ ضائع نہیں ہوتا،

* مہتمم جامعہ مخزن العلوم بنارس کراچی

اللہ تعالیٰ اس کا فیض عام کر دیتے ہیں، ان کی یہ علمی پیش قدمیاں دیکھ کر ان کی نجابت، اہلیت اور اخلاص کا پتا چلتا ہے۔ میری دعا ہے کہ یوں ہی اللہ تعالیٰ مولانا راشد الحق سے دین کی خدمت کے کام لیتے رہیں۔

جہاں تک ''تفسیر لاہوری'' کی بات ہے، جاننے والے جانتے ہیں کہ حضرت لاہوریؒ ہمارے ان بزرگوں میں سے ہیں، جنہوں نے سب سے پہلے اللہ کے کلام کے پیغام کو براہ راست عوام تک پہنچانے کیلئے عوامی دروس قرآن کا آغاز کیا، یہ ایسا عظیم الشان حلقہ تھا کہ اس سے استفادہ کرنے والوں میں جہاں عام عوام کی بہت بڑی تعداد شامل تھی، وہاں شیرانوالہ گیٹ کی جامع مسجد میں دیئے جانے والے ان دروس سے مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے بھی استفادہ کیا۔

حضرت لاہوریؒ نے عوامی درس قرآن کا آغاز در اصل حضرت شیخ الہندؒ کی ایماء اور حضرت امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی رفاقت وصحبتوں کے اثر سے شروع کیا تھا۔ اس درس کا مقصد عوام کو براہ راست اللہ کے پیغام سے جوڑنا تھا، الحمد للہ اس سے ایک دنیا سیراب ہوئی اور پھر یوں چراغ سے چراغ جل اٹھے کہ اس کے بعد اور بھی بہت سے حضرات نے عوامی درس قرآن کا آغاز کیا، حضرت لاہوری کو فہم قرآن کے ساتھ تفہیم قرآن کا اللہ نے جو خاص ذوق عطا کیا تھا، اس کے پیش نظر ان کے درس کو بڑی خاص امتیازی حیثیت و مقام حاصل ہے۔ اس دور میں براہ راست تو بہت افادہ اور استفادہ ہوا اور لاکھوں لوگوں کی زندگیاں بدل گئیں اور ایک نسل نے فیض پایا مگر افسوس کہ بعد میں آنے والوں کیلئے یہ دروس مرتب اور منضبط نہ کیے جا سکے، حضرت لاہوریؒ کا ایک ترجمہ قرآن ''قرآن عزیز'' ملتا ہے، تاہم تفسیر پر کام بڑے عرصے تک تشنہ عمل تھا، اللہ تعالیٰ نے یہ عظیم سعادت ہمارے عظیم قائد حضرت شیخ سمیع الحق شہیدؒ کے مقدر میں لکھی تھی، چنانچہ حضرت نے اپنا آخری تحقیقی کام اسی کو سمجھ کر اس پر بہت عرق ریزی اور محنت وخلوص سے کام کیا، جس کا صلہ آج ان کی وفات کے بعد برادرم راشد الحق سمیع کی تکمیلی کاوش کے ذریعے بڑے خوبصورت انداز میں طباعت کی صورت میں سامنے آ گیا ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دیگر علمی کاوشوں کی طرح اس عظیم خدمت قرآن کو بھی اپنی بارگاہ عالی میں قبول ومقبول فرمائے اور اس سے آنے والی نسلوں کو بھی مستفید ہونے کی توفیق بخشے (آمین) میں آخر میں اس خوبصورت تحقیقی اور علمی خدمت کو پایہ تکمیل تک پہنچانے پر برادر مکرم مولانا راشد الحق سمیع کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ان کی توفیقات خیر میں بیش از بیش اضافہ فرمائے (آمین)

مولانا الطاف الرحمٰن عباسی *

"تفسیر لاہوری" مجمع البحار

تفسیر لاہوریؒ حقیقت میں مجمع البحار ہے، جس میں چار بحار کے علوم اور خدمات جمع ہیں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اور حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ، حضرت شاہ ولی اللہؒ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن وحدیث کے اسرار و رموز، علوم و معارف کا بہت ہی وسیع علم عطا فرمایا تھا، حضرت لاہوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ الفوز الکبیر اور حجۃ اللہ البالغہ کو پڑھ کر قرآن کا ترجمہ کوئی پڑھے تو سمجھ میں آئے گا کہ قرآن کے مقاصد اور تعلیمات کیا ہیں؟ اس الہامی کتاب کے فلسفے اور حکمتیں کیا ہیں؟ حضرت شاہ صاحبؒ کے نزدیک قرآن کے مرکزی مضامین تین ہیں: علم المخاصمہ والجدل،علم الاحکام اور علم التذکیر پھر علم المخاصمہ والجدل یعنی علم الکلام والعقائد میں چار قسم کے باطل گروہ: یہود، نصاریٰ، مشرکین اور منافقین کے غلط عقائد اوران کے نتیجہ میں غلط عادات اور علامات کا رد ہوتا ہے، علم الاحکام یعنی علم الفقہ میں تین شعبوں: تہذیب الاخلاق یعنی فرد کی اصلاح، تدبیر المنزل یعنی گھر اور خاندانی نظام کی اصلاح، سیاست مدنیہ یعنی ملک اور نظام حکومت کی اصلاح کا ذکر ہے، علم التذکیر میں تین قسم کی تذکیرات: آلاء اللہ ایام اللہ اور موت و ما بعد الموت کا تذکرہ ہے۔

شاہ ولی اللہؒ کی اسی فکر کے ترجمان مولانا عبیداللہ سندھیؒ تھے، جن کو قرآن سے عشق تھا اور وہ قرآن کو کتاب انقلاب سمجھتے تھے، حضرت شیخ الہندؒ نے آپ میں قرآن فہمی کا عجیب ذوق پیدا کر دیا تھا، مولانا سندھیؒ نے دہلی میں نظارۃ المعارف کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا تھا جس میں وہ چھ مہینے میں پورا قرآن پڑھاتے تھے جبکہ اسی زمانہ میں مولانا ابوالکلام آزادؒ نے کلکتہ میں دارالارشاد کی بنیاد رکھی جس میں وہ چھ مہینے میں صرف سورۃ الفاتحہ پڑھاتے تھے، مولانا سندھیؒ قرآن کی سورت سورت اور رکوع رکوع کے عنوان، خلاصے اور مقاصد طلبہ کو یاد کراتے تھے، انہی طلبہ میں مولانا احمد علی لاہوریؒ

* شیخ الحدیث جامعہ قرطبہ کلفٹن کراچی

سرفہرست تھے، حضرت لاہوریؒ فرماتے ہیں کہ میں روزانہ ایک دستہ کاغذ لاکر اس پر لکھ لیتا، ۱۹۱۵ء میں جب مولانا سندھیؒ اپنے استاذ اور شیخ حضرت شیخ الہندؒ کی ایما پر افغانستان تشریف لے جارہے تھے تو مجھ سے فرمایا وہ کاپیاں لاؤ، میں نے معذرت کی کہ یہ تو میرا سارا علم ہے، خدا نے کام لینا تھا، میں حضرت کے ارشادات لکھ کر دہراتا اور یاد کرتا تھا، یہ عظیم الشان کام امروٹ شریف کی مسجد میں اعتکاف کے دوران ہوا، حضرت لاہوریؒ نے لاہور آنے کے فوراً بعد ۱۹۱۷ء میں قرآن مجید کا درس شروع کیا،۱۹۲۴ء میں مدرسہ ''قاسم العلوم'' قائم کیا جس میں دوسرے نصاب کے ساتھ خاص طور پر ایک دورِتفسیر کا آغاز کیا اور وفات تک جاری رکھا، حضرت لاہوریؒ نے حضرت شاہ ولی اللہؒ اور مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی تعلیمات اور انداز کی روشنی میں قرآن کریم کا ترجمہ اور ایک مختصر و جامع حاشیہ تحریر فرمایا جس میں سورت سورت اور رکوع رکوع کے عنوان، خلاصے اور مقاصد نہایت ایجاز اور سادہ انداز میں ترتیب دیئے، پھر اختلاف سے بچنے کیلئے ہر مسلک کے علماء کی تائید حاصل کی، مسودہ تیار ہوا تو دیوبند لے کر پہنچے، حضرت علامہ کشمیریؒ، حضرت مدنیؒ اور حضرت عثمانیؒ کا دور دورہ تھا، ان حضرات کے سامنے سب مسودات رکھے اور بتایا کہ یہ محنت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی تعلیمات اور انداز کی روشنی میں ہے چونکہ مولانا سندھیؒ پر سیاسی افکار غالب تھے، اس لیے خالص دینی نقطہ نظر سے اس خدمت کا جائزہ لیا جائے اگر اکابر اس کی تصدیق فرمادیں تو شائع کردیں گے ورنہ وہ یہ مسودات یہیں چھوڑ جائیں گے، اکابر نے تصدیق کی اور حضرت لاہوریؒ یہ مسودات لے کر لاہور پہنچے اور ۱۹۲۷ء میں اس کو شائع کیا بلکہ درس اور تدریس کے ذریعہ بھی ہزاروں علماء اور مسلمانوں کے دل و دماغ میں قرآن کا ذوق اتار دیا۔

مدرسہ قاسم العلوم میں دورِتفسیر کا نظام یہ تھا کہ وہ دورہ تین ماہ تک جاری رہتا، رمضان، شوال اور ذی قعدہ، تین ماہ میں پورے قرآن مجید کی تفسیر مکمل کرادی جاتی تھی، اس کے بعد شائقین کو حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی بلند پایہ اور عظیم علمی سرمایہ کتاب حجۃ اللہ البالغہ پڑھائی جاتی تھی، دورہ کے اختتام پر امتحان لیا جاتا اور وہ سند دی جاتی جس پر حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اور حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کے دستخط ہوتے تھے، ۱۹۵۸ء میں جب حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ درس نظامی سے فارغ ہوئے تو والد ماجد حضرت مولانا عبدالحقؒ نے دورِتفسیر کے لئے حضرت لاہوریؒ کی خدمت میں لاہور بھیج دیا، رمضان ۱۳۷۸ھ سے ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ کے اوائل تک مولانا شہیدؒ نے پورا دورِتفسیر پڑھا، امتحان میں

سو کے سو نمبر لیے، اس دوران وہ حضرت لاہوری کے دروس کو حرف بہ حرف لکھتے رہے، جس سے حضرت لاہوریؒ کے امالی تفسیر کا یہ عظیم ذخیرہ محفوظ ہوگیا۔

نصف صدی کے بعد ان امالی کی تبییض اور تدوین کا کام شروع کیا، اپنے مجموعہ کے علاوہ دو چار سال قبل اور دو چار سال بعد کی امالی سے بھی استفادہ کیا اور اپنی تمام تر مصروفیات کے ساتھ آٹھ سال تک پورے انہماک کے ساتھ اس کام کو جاری رکھا، حتیٰ کہ اس دوران دل کا عارضہ بھی لاحق ہوا اور آپریشن کا مرحلہ بھی پیش آیا لیکن ہسپتال میں اس کام کو جاری رکھا، یہی ان کی تمنا تھی کہ یہ کام ان کی زندگی میں تکمیل تک پہنچے مگر افسوس! دو نومبر ۲۰۱۸ء کو سفاک اور درندہ صفت قاتلوں نے نہایت بربریت اور سفاکی سے ان کو شہید کر دیا، اللہ تعالیٰ اس پورے سلسلۃ الذہب پر اپنی رحمتوں کی بارش کرے۔

یہاں تک اس بات کا ذکر تھا کہ یہ تفسیر مجمع البحار ہے، اب آیئے تاثرت کی طرف تو میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ مطالعہ کرنے بیٹھا اور گم ہوگیا ایسا لگا جیسے حضرت لاہوریؒ کے درس میں شریک ہوں، کیف وسرور کی ایک عجیب سی کیفیت، ایک عجیب سی جاذبیت، روحانیت اور علم وعرفان کا ایک عجیب سا سماں، قرآن کے فہم اور تدبر کا انگڑائی لیتا شوق، اس ماحول میں پڑھنا شروع کیا یوں لگا جیسے تعلیم اور تربیت کی ایک مجلس ہے، الہامی تفسیر، مضامین قرآن کے مربوط انداز اور نظام زندگی پر منطبق ہوتی وضاحت کے ساتھ حضرت لاہوریؒ کے تربیتی کلمات، کہیں عبرتوں سے بھرے تاریخی واقعات، کہیں اپنے سلف اور اکابر کے پر اثر اور قابل تقلید حالات اور کہیں اپنے ذاتی تجربات جو ایک طرف طالب علم میں علمی شوق و ذوق کو بڑھاوا دیں تو دوسری طرف طالب علم میں صلاح وتقویٰ اور عمل کا جذبہ ابھاریں اور ساتھ ہی طالب علم کو معاشرہ کے اندر اصلاح و دعوت کی محنت کا جذبہ، حوصلہ اور اس کے ادب وسلیقہ کی راہیں دکھائیں، اگر قناعت وشکر کے جذبات ابھریں تو صبر وشجاعت کی صفت بھی پلنے اور پھولنے لگے۔ ایک طرف حضرت لاہوریؒ کے الہامی کلمات ہیں تو دوسری طرف حضرت مولانا شہیدؒ کا سیال قلم، ان کی ضبط وترتیب اور عنوانات نے تو سونے پہ سہاگہ کا کام کر دیا ہے، یہ وہ تاثرات ہیں جس نے مجھے ایک ہی مجلس اور ایک ہی مطالعہ میں یہ کلمات لکھنے پر مجبور کر دیا۔

علماء ضرور اس کو اپنے مطالعہ میں رکھیں، فہم وتدبر اور تفسیر کی عقدے حل ہوں گے اور امت کی اصلاح کا بہت پر اثر مواد ان کے دروس کی زینت بنے گا۔

مولانا محمد اورنگزیب اعوان
ہری پور ہزارہ

''تفسیر لاہوری'' علوم وافکار لاہوری کا انسائیکلو پیڈیا

۱۴؍مارچ ۲۰۲۳ء کو شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی دامت برکاتہم کی خدمت میں جامعہ ابوہریرہ، خالق آباد نوشہرہ حاضری ہوئی، آپ نے جہاں دیگر کتابیں عنایت فرمائیں وہیں حال ہی میں شائع ہونے والی ''تفسیر لاہوری'' بھی عطا فرمائی جو کہ امام الاولیا حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے درسی افادات پر مشتمل ہے جسے ۱۹۵۸ء میں حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے قلمبند کیا تھا، اب رکن موتمر المصنفین مولانا محمد فہد حقانی نے اس کی ترتیب وتدوین کا شرف حاصل کیا، یہ سارا کام مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے فرزند ارجمند، مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''الحق'' مولانا راشد الحق سمیع حقانی کی نگرانی و سرپرستی میں پایہ تکمیل کو پہنچا، جس طرح حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے ترجمہ قرآن مجید اور مختصر حواشی پر اکابر ومشاہیر امت نے تقریظات وتاثرات سے نوازا تھا اسی طرح ''تفسیر لاہوری'' پر بھی اساطین علم نے اپنی تقریظات وتاثرات کا اظہار فرمایا۔ شہید اسلام، شہید ناموس رسالت، شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہید نور اللہ مرقدہ نے ''تفسیر لاہوری'' مرتب کر کے امت مسلمہ پہ بہت بڑا احسان کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق انھیں اجر عظیم سے نوازے، ''تفسیر لاہوری'' کی ایک ایک سطر مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے موقف اور مشن کی ترجمان ہے۔

''تفسیر لاہوری'' کی ترتیب میں حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے حضرت مولانا عبدالعزیز ہزارویؒ، حضرت مفتی بشیر احمد پسروریؒ حضرت مولانا محمد احمد مردانویؒ اور حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہؒ کے مسودات سے بھی استفادہ کیا اور اس تفسیر کو ہر اعتبار سے جامع و مانع بنا دیا ہے۔ تفسیر لاہوری ایک دائرۃ المعارف اور علوم وافکار لاہوری کے انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔

اللہ تعالیٰ تفسیر لاہوری کے تمام مرتبین و ناشرین کو اجر عظیم سے نوازیں جنھوں نے امت مسلمہ کو ایک عظیم تاریخی، تحقیقی اور انقلابی تفسیر پڑھنے کا موقع فراہم کیا ہے (آمین)

مولانا مفتی محمد وہاب حقانی٭

تفسیر لاہوری: علوم ولی اللہی کا مظہر

مادر علمی جامعہ حقانیہ کے مختلف مراحل کو جس طرح اللہ کریم نے اتباع صحابہ، واکابر ومشائخ اور دارالعلوم دیو بند کے ساتھ تکوینی مشابہت اور اتباع کا نمونہ بنایا ہے، الحمدللہ! تفسیر قرآن اور ماہ رمضان دونوں کا ایک ساتھ نمودار ہونا بھی تکوینی نعمت خداوندی کا نمونہ ہے کہ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ الحمد للہ! کہ ''تفسیر لاہوری'' موصول ہوتے ہی برکات رمضان سمیت برکات قرآن سے بھی مستفید ہونے کا اہم موقع میسر ہوا اور پھر جلد ثانی میں قرآن کے جشن کے عنوان سے جو کچھ لکھا گیا ہے کہ رمضان میں تدبر کے ساتھ پڑھنے اور سننے کا اصل سلیقہ تو عرب کو میسر تھا لیکن ہمیں بھی یہی حکم متوجہ ہے جو الحمدللہ ''تفسیر لاہوری'' کے ذریعہ عظیم انعام خداوندی سمجھتا ہوں، بالاستیعاب مطالعہ شروع کیا ہے، مطالعاتی احساسات میں سے جو نازک احساس ہاتھ لگا ہے، شاید کسی کا میرے ساتھ اتفاق نہ ہو لیکن اس کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں، وہ یہ کہ حضرت امام سندھیؒ کا جلاوطنی سے واپسی یعنی ۱۹۳۹ء سے لے کر ۲۰۲۳ء تک گلہائے دیو بند کے افکار میں جو فکری خلیج رونما ہو رہی تھی الحمدللہ آج ۸۳ سال بعد استاذی الکریم شیخ الحدیث والتفسیر امام الشہدا حضرت مولانا سمیع الحق قدس اللہ سرہ نے حضرت سندھیؒ کے الاعتبار والتاویل کے حوالے سے تفسیری نکات اور تشریحات کو اپنے قلم سے علمی دلائل اور امام لاہوریؒ جیسے عظیم مفسر کی زبانی مستند بنا کر خوان نعمت امت کو پیش کیا اور دیوبندیت میں فکری خلیج کا خاتمہ کیا۔اب بندہ اس کے مطابق اس رائے کے اظہار میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا کہ دیوبندیت میں اکابر کے نام پر جو خلیج رونما تھی الحمدللہ اس کے ختم کرنے اور کافور کرنے سے بھی مولانا سمیع الحق شہیدؒ پیش رو ثابت ہوئے اور ''تفسیر لاہوری'' کے تمام مندرجات میں جس طرح حضرت تھانویؒ کے سلوکی رموز، ملفوظات اور اقوال ملیں گے، اسی طرح حضرت مدنیؒ کے واقعات ومقامات اور افادات تو انکے گھر کی چیز ہے لیکن امام سندھیؒ کے الاعتبار والتاویل کے نکات نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا ہے۔

٭ رئیس دارالافتاء دارالعلوم الاسلامیہ سیدو شریف سوات

استادی الکریم مولانا سمیع الحق شہیدؒ بیک وقت عظیم فقیہ، محدث جلیل اور درس نظامی کے معقول و منقول کے مانے ہوئے استاد تھے تو ساتھ ہی فقہ الجدید پر غائر نظر رکھنے والے اور عربی و اردو ادب کے مایہ ناز شخصیت بھی تھے اور بالخصوص "مکتوبات مشاہیر" کے حواشی کے حوالہ سے پچاس سالہ دور کے اتار چڑھاؤ اور عملی سیاست اور جہادی عالمی معرکوں کے چشم دید اور خود بین ماہر کا سلیقہ حاصل تھا تو ان سب تجربات کے باوصف آپ نے اپنی زندگی کا آخری سرمایہ حضرت لاہوریؒ کے تفسیری نکات اور تشریحات کو قرار دیا اور ان نکات اور اعتبارات و تاویلات کو وسیع علمی تجربات کی بنیاد پر سند صحت اور استناد سے نوازا اور اکثر اکابرین دیوبند کے ملفوظات وارشادات اور افادات و واقعات کو یکجا جمع کر کے وحدت دیوبند کا جو نعرہ مستانہ بلند کیا ہے یقیناً تمام نام لیوایان دیوبند کے لئے مشعل راہ ثابت ہو۔

کسی جگہ راقم نے یہ واقعہ بھی لکھا ہے کہ دارالعلوم میں ایک کتب فروش نے کتابچوں کا سٹال لگایا تھا کہ شیخ الحدیث مولانا سمیع الحقؒ اسی راستے اپنے مکان کی طرف جا رہے تھے، ایک بڑی سیاسی اور قد آور شخصیت ہونے کے باوجود اس سٹال کے پاس جا کر اور نظر دوڑا کر چند کتابچے اٹھائے اور قیمت بھی ادا کی، میں انہیں دیکھ رہا تھا کہ وہ سب رسالے مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے تھے اور اس میں ابوالکلام آزادؒ کا ایک رسالہ "فسانہ ہجر و وصال" بھی تھا، میں آپ کے ساتھ چل بھی رہا تھا تو میں نے ویسے ہی پوچھ لیا کہ حضرت! یہ تو چھوٹے موٹے رسالے ہیں، آپ نے برجستہ فرمایا "نہیں! ان میں تو بہت بڑے علوم ہیں"۔

استاذی الکریم حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا امت پر بہت بڑا احسان ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی تفسیری خدمات کو جدید لب ولہجہ میں اور بالخصوص حضرت سندھی رحمہ اللہ کی اصطلاحات کو اس میں سمو کر پیش کیا ہے، یقیناً عبید اللہ سندھیؒ ایک دیوبندی عالم و فاضل ہونے کے ساتھ ساتھ اصول فقہ، حدیث اور حکمت و فلسفہ وغیرہ میں اعلیٰ نظر و بصیرت کے مالک تھے لیکن آپ نے اپنے فکر و تدبر کا خاص موضوع قرآن حکیم کو بنایا تھا۔ انہیں اپنے تفسیری نکات اور خیالات کی تائید میں اسلامی تاریخ سے استدلال کا ایک خاص سلیقہ حاصل تھا، سماج میں تغیر و انقلاب کے اصول و اسباب کو آپ نے قرآن عظیم الشان کی روشنی میں متعین کیا ہے "تفسیر لاہوری" کے مطالعہ سے یہ

خصوصیات خود بخود قاری پر آشکارا ہو جاتے ہیں۔

''تفسیر لاہوری'' کے مندرجات کی علمی و اسلامی بنیاد حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ علیہ کا فلسفہ اور اسرار ہیں، اس تفسیر میں الحمد للہ وسیع علمی و تاریخی مطالعہ مشاہدات اور تجربات کی جھلک صاف نظر آتی ہے اور ایک خاص مکتب فکر کا احساس اس وقت رونما ہو جاتا ہے، جب مسلسل مطالعہ کی وجہ سے خود بخود احساس ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے ذریعے خانوادہ حضرت الامام شاہ ولی اللہؒ سے ورثے میں ملے ہوئے رموز و نکات ہیں۔

''تفسیر لاہوری'' کیا ہے؟ مختصر الفاظ میں بندے کا تجزیہ یہ ہے کہ دنیا میں انقلابات اور مقامی و عالمی تبدیلیوں اور سیاست میں مسلمانوں کے موثر کردار اور اسلام کے غلبہ کے لئے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ کی سیاسی و معاشرتی تعلیمات کے انطباق کا عظیم شاہکار ہے، عالمی تغیرات میں پارٹی پالٹکس کی بجائے جماعتی نظم کو انقلاب مکہ و مدینہ کے اصولوں پر رکھا گیا ہے اور خلافت باطنہ و ظاہرہ کے اصولوں پر تنظیم و تحریک کے اصول بیان کئے گئے ہیں، اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ کے اصول ارتفاقات کے رموز میں انسانوں کی قومی زندگی کو تمدنی زندگی کی فطری ضرورت کے طور پر پیش کیا گیا ہے، بنیادی عالمی حقائق اور عالی شان علمی بصیرت اور بحیثیت امت آئندہ کا لائحہ عمل اس ''تفسیر لاہوری'' کا طرہ امتیاز ہے، معالم عرفانی کے لئے بطور وسیع میدان اور علوم ولی اللہی کی تحصیل و تفہیم کے لئے غالباً عالمی دنیا میں یہ پہلی کوشش ہے جس کے وسیلہ سے دین اسلام کے آفاقی تصورات اور حکمت و اسرار تک رسائی یقینی حد تک ممکن بنا دیا گیا ہے، اس کی اہمیت اور کمال درجہ مہارت بالاستیعاب مطالعہ سے تعلق رکھتا ہے، جدید و قدیم اصطلاحات کے آمیزش نے ''صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے'' کے مصداق اس سے صرف طبقہ علماء نہیں بلکہ فنی پڑھے لکھے نوجوان بھی برابر استفادہ کر سکتے ہیں۔

استاد مکرم شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے مقام و مرتبہ کے عنوان سے چند اشعار موزوں ہوئے ہیں، اگر چہ فنی طور پر میں قدرے مطمئن نہیں لیکن یہ میرے دلی احساسات ہیں جو بطور نیاز پیش خدمت ہیں:

سمیع الحق شہیدؒ کا مقام ومرتبہ

سمیع حق تھا[1] صاحب فکر و امام نور
باطل کی ظلمتوں میں منور تمام نور
قدرت کی آرزو کا اشارہ کہوں جسے نگاہ عبد حق[2] کا بھی تارا کہوں جسے

بصیرت تفسیر بھی کامل لئے ہوئے
امالئی لاہوری کو ساحل لئے ہوئے
انجم مشاہیر[3] کا تصور جما گیا تفسیر کا بلند تفکر بتا گیا

تھی آنکھ جس کی واقف تعبیر ہر سراب
ہر لفظ ہے بھرپور ز تفسیر انقلاب
تفسیر، جس نے جانِ سیاست بنا دیا وحدتِ مسلمین کا نقشہ دکھا دیا

سندھی[4] و از ولی[5] کی وراثت ملی جسے
حسینی[6] گھر سے فہم وفراست ملی جسے
اشرف[7] کے سوز وساز کی روشنی جلا گیا گلدستہ دیوبند کو یکجا بنا دیا

شکرِ خدا کہ نعمت ہر دو جہاں ملی
سعیدِ شہادت، حیات جاوداں ملی

---

(۱) شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہیدؒ
(۲) محدث کبیر حضرت مولانا عبدالحقؒ
(۳) مکتوبات مشاہیر از تصانیف شیخ سمیع الحق
(۴) امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ
(۵) امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ
(۶) شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنیؒ
(۷) شاہ اشرف علی تھانوی

ڈاکٹر مولانا سعید الحق جدون
پروفیسر ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

مشتاقان قرآن کے لئے علمی سوغات

ولی اللہی انداز میں قرآن کریم کو اپنے تدبر کا محور بنانے والوں میں ایک نامور ہستی مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی ہے، سندھی کے تفسیری ذوق اور فکری شعور کو عام کرنے کا کام جن ہستیوں نے سرانجام دیا ان میں نمایاں نام مولانا احمد علی لاہوریؒ کا ہے، برصغیر میں عوامی سطح پر دروس قرآن اور دورہ ہائے تفسیر کی روایت قائم کرنے میں حضرت لاہوریؒ کا بنیادی کردار رہا ہے، آپ کے حلقہ درس سے عوام کیا بڑے بڑے جبال علم ومعرفت نے بھی استفادہ کیا جن میں ایک مولانا سمیع الحق شہیدؒ بھی تھے، رمضان المبارک ۱۳۸۷ھ میں مولانا سمیع الحقؒ نے موصوف سے دورہ تفسیر پڑھا اور آپ کے درسی امالی کو حرف بہ حرف لکھنے کی سعادت حاصل کی، اس دورہ تفسیر میں ایک دفعہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تشریف لائے تو حضرت لاہوریؒ نے فرمایا کہ یہ مولانا عبدالحقؒ نے مجھ پر احسان کیا ہے کہ سمیع الحق کو یہاں بھیجا ہے، مولانا سمیع الحقؒ نے ایک دفعہ فرمایا کہ جب میں حضرت لاہوریؒ کو ان کے درسی امالی پر مشتمل رجسٹر دکھاتا تو خوش ہوکر مزاحیہ انداز میں فرماتے مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّ لَا كَبِيْرَةً ۔

امام لاہوریؒ کی فکر کا اثر حضرت مولانا سمیع الحقؒ پر غالب رہا یہی وجہ ہے کہ آپ شاہ صاحبؒ کے اسلوب ونہج پر اجتماعیت کے سیاسی اور عمرانی افکار اور حالات حاضرہ پر ان کا انطباق ایسے عجیب انداز سے فرماتے تھے جس سے ان کی ندرت فکر کا اندازہ لگتا تھا، شہادت سے پہلے استاد محترم سے جب بھی ملاقات ہوتی تو وہ اس تفسیر کی تصحیح میں مصروف ہوتے تھے ایک دفعہ تصحیح کے دوران ہنس کر مجھے کہا کہ میں جب بھی مسودات وغیرہ پڑھتا ہوں تو میری نظر اتفاق سے اغلاط پر پڑ جاتی ہے یہی وجہ تھی کہ موصوف بہت کم وقت میں زیادہ سے زیادہ اوراق کی تصحیح فرماتے تھے، مولانا شہیدؒ کی آخری آرزو یہی تھی کہ تفسیر امام لاہوری پایہ تکمیل تک پہنچ جائے، حقیقت یہی ہے کہ انہی کا قلم اس کا مستحق تھا کہ اپنے استاد شیخ التفسیر مولانا لاہوریؒ کے تفسیری نکات وافادات کو جمع کرے لیکن جو کام منظور خدا نہ ہو وہ کیسے ہوسکتا ہے۔ آخری تین پاروں پر مرحوم کے فرزند مولانا راشد الحق سمیع کی زیر نگرانی کام ہوا اور بحمد اللہ یہ علمی کارنامہ پایہ تکمیل تک پہنچ گیا، مولانا محمد فہد، مولانا محمد اسلام حقانی اور جناب بابر حنیف کا پسینہ بھی اس گلستان کے تزین میں شامل ہے۔ یہ گنج گراں مایہ، عاشقان قرآن ومشتاقان تفسیر کیلئے ایک حسین علمی سوغات ہے۔

مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

افکار و تاثرات بنام مدیر

- **حضرت مولانا ڈاکٹر سید سلمان ندوی صاحب** (ساؤتھ افریقہ)

مولانا راشد الحق سمیع صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! ماشاء اللہ! مبارکباد، مولانا مرحوم کی تفسیری کاوش کو دس جلدوں میں مکمل کرنا ایک عظیم الشان کارنامہ ہے، مولانا مرحوم کو ضرور جنت میں خوشخبری ملی ہوگی، آپ فرداً فرداً ہم سب کے شکریہ اور احسان کے مستحق ہیں، مبارکباد! اللہ تعالیٰ آپ کی محنت قبول کرے، تفسیر لاہوری کی اشاعت مبارک ہو، یہ بہت قیمتی علمی سرمایہ ہے، نیز دارالعلوم حقانیہ کا ترانہ بھی سنا بہت ہی عمدہ ہے، مدرسہ سے متعلق سارے ہی پہلوؤں کا احاطہ کیا ہے، کاش! آپ کے والد ماجدؒ حیات ہوتے تو یہ سب کچھ دیکھ کر ان کی خوشی دو بالا ہوجاتی، مبارکباد قبول کیجئے! سب بھائیوں کو سلام

- **حضرت مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب** (مہتمم جامعہ عثمانیہ پشاور)

برادرم مولانا راشد الحق سمیع صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اللہ کرے مزاج گرامی بخیر ہوں!

ماشاء اللہ! میں حضرت مولانا سمیع الحقؒ اور مولانا عبدالحقؒ کا فیض و برکات اور شبیہ آپ میں دیکھ رہا ہوں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق دی کہ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی دیرینہ خواہش ''تفسیر لاہوری'' کو عملی میدان میں لے کر آئے، اللہ تعالیٰ نے آپ سے یہ خدمت لی، یہ بہت بڑی علمی خدمت ہے اور علمی خدمت کے ساتھ ساتھ اپنے والدؒ اور خاندان کا قرض بھی آپ نے ادا کردیا، آپ جیسی اولاد واقعی والدین کے لئے قیمتی سرمایہ ہوتی ہے جو اپنے والد کی خواہش پورے کرے، آپ نے مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی دیرینہ خواہش پوری کی اور ''تفسیر لاہوری'' بلآخر وجود میں آ گئی۔

- **حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب** (مہتمم جامعہ ابوہریرہ خالق آباد)

برادرم مولانا راشد الحق سمیع صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اللہ کرے مزاج گرامی بخیر ہوں! اب تک مجھے متعدد جگہوں سے ''تفسیر لاہوری'' کی اشاعت کے حوالے سے پیغامات موصول ہورہے ہیں، لوگ بہت خوش ہیں اور مبارکباد کے پیغامات دارالعلوم کے لئے بھیج رہے ہیں۔

بہرحال! یہ ''تفسیر لاہوری'' ماشاء اللہ بہت ہی عمدہ ، کامل مطبوعہ ہے،مبارکباد قبول فرمائیں، اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب کرے، ان شاء اللہ یہ تفسیر پورے عالم میں پھیلے گی اور اپنی عظمت منوائے گی، اللہ تعالیٰ آپ کی تمام محنتوں کو قبول فرمائے (آمین)

● مولانا عزیز الرحمٰن صاحب (مدیر''البلاغ'' دارالعلوم کراچی)

محترم المقام مولانا راشد الحق صاحب زیدمجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ،آنجناب کی طرف سے ''تفسیر لاہوری'' کا بہت قابل قدر قیمت ہدیہ باعث تکریم ہوا، جزاکم اللہ خیرالجزاء واسعدکم فی الدارین اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے تمام نیک مقاصد اور علمی سرگرمیوں میں کامیاب بنائے اور ترقیات سے نوازے (آمین)

● مولانا مفتی رفیق احمد بالاکوٹی (استاد ومشرف تخصص فی الفقہ الاسلامی، بنوری ٹاؤن)

گرامی قدر حضرت مولانا راشد الحق سمیع صاحب! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اطلاعاً عرض ہے کہ آپ کے والد گرامی حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی عظیم علمی کاوش ''تفسیر لاہوری'' دس جلدوں میں وصول پا کر ممنون ومسرور اور بے حد محظوظ ہوا ہوں، اس گراں قدر تفسیری خدمت سے متعلق بندہ کے طالب علمانہ تاثرات اشاعت سے پیش تر ہی شائع ہو چکے تھے، آپ کی مؤتمر المصنفین کی ذرہ نوازی اور قدر افزائی کی بدولت وہ تاثرات اس عظیم خدمت پر عظمائے ملت کے قیمتی تاثرات کا لاحقہ بننے کا شرف بھی پا چکے ہیں جو کہ اس عالی قدر تفسیر کے تعارف وتبصرہ سے زیادہ میرے لیے اعزاز وافتخار کا ذریعہ ہے، میں اسی پر اکتفا کرتے ہوئے فی الحال یہ اطلاعی خط خدمت گزار کر رہا ہوں، اگر دوران مطالعہ مزید کچھ عرض کرنے کا موقع آیا تو بشرط فرصت عرض کر دوں گا ان شاء اللہ تعالیٰ، دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو اپنے آباء کی علمی میراث کی تقسیم وتوزیع کے لیے یوں ہی موفق رکھے، (آمین)

● جناب سینیٹر بابر اعوان (سینئر سپریم کورٹ ایڈوکیٹ)

عزیزم مولانا راشد الحق سمیع صاحب! سلام مسنون! یادآوری کے لئے مشکور ہوں، میرے محترم دوست آپ کے والد گرامی مولانا سمیع الحق صاحب کی تاریخ ساز (دس جلدیں) تفسیر لاہوری میرے سامنے ہے، بلاشبہ موتمر المصنفین جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک نے قابل قدر علمی کارنامہ سرانجام دیا، قیمتی ہدیہ بھجوانے کا شکریہ۔اس تحقیقی تفسیر کے حوالے سے مولانا سمیع الحق صاحبؒ نے دو مرتبہ مجھ سے

ملاقات کی، کئی بار ٹیلی فون پر گفتگو ہوئی اور ایک مرتبہ انہوں نے مجھے خط بھی تحریر کیا، یہ سب آپ کو اس لئے بتانا ضروری سمجھا تا کہ اس عظیم خدمت کے حوالے سے ان کی توجہ دلچسپی اور بے لوث کوششیں جو میرے پاس ان کی امانت ہیں وہ آپ تک پہنچا دوں۔

- **مولانا صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر** (صدر ملی یکجہتی کونسل وجمعیت علماء پاکستان)

محترم جناب مولانا راشد الحق حقانی صاحب (مدیراعلیٰ ''الحق'')

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کا ارسال کردہ ''تفسیر لاہوری'' کا تحفہ موصول ہوا، بہت بہت شکریہ، آپ نے جس جانفشانی کے ساتھ اس اہم کام کو سرانجام دیا ہے اس پر آپ مبارکباد کے مستحق ہیں، حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے ہر میدان میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا ہے اس تفسیر کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ اس علمی کام کو بھی مرتب کرنے میں انہوں نے بڑی جاں گسل اور جگرسوز جدوجہد کی ہے اس تفسیر کی یہ خوبی ہے کہ اس میں ہر سورت اور ہر رکوع سے قبل اس کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے، اس کے بعد اس کی آیات کی تشریح کی گئی ہے، رمضان المبارک میں جو حفاظ قراء اور ائمہ کرام تراویح کے بعد تلاوت کردہ سورۃ کا خلاصہ بیان کرتے ہیں ان کے لئے یہ بہت مفید ہوگی، آپ نے اس موقع پر ہمیں یاد رکھ کے حضرت مولانا سمیع الحق کی روح کو خوش کیا ہے کیونکہ وہ بھی اہم معاملات میں ہمیں کبھی نہیں بھولتے تھے۔ (جزاکم اللہ)

- **حضرت مولانا سعید اللہ شاہ** (جامعۃ المختار دارالایمان والتقویٰ پشاور)

محترم جناب مولانا راشد الحق سمیع زیدمجدہ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کی طرف سے بھیجا ہوا گرانقدر ہدیہ بصورت ''تفسیر لاہوری'' مع والا نامہ کے موصول ہوا، بندہ تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے آنجناب کے لئے اور پورے ادارے کے لئے دعاگو ہے۔

- **حضرت مولانا نورالہادی صاحب مدظلہ** (مدرس دارالعلوم تعلیم القرآن شاہ منصور)

محترمی جناب مولانا راشد الحق صاحب زیدمجدکم! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

''تفسیر لاہوری'' کے نام سے موسوم قرآن کریم کی تفسیر کا گرانقدر تحفہ آپ کی طرف سے موصول ہوا، میں تہہ دل سے آپ کا شکرگزار ہوں اور دیوبند ثانی ''دارالعلوم حقانیہ'' کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ شہید اسلام مولانا سمیع الحق صاحب شہیدؒ کی اس کاوش کو اشاعت کا لباس پہنا کر منصۂ شہود پر لایا، اللہ تعالیٰ شہید موصوف کی قبر پر لامتناہی رحمتیں نازل فرمائے اور دیگر عظیم صدقات جاریہ

کی طرح یہ بھی ان کے لئے صدقہ جاریہ فرمائے۔

- **مولانا مفتی سید قمر** (شیخ الحدیث جامعہ دارالعلوم سرحد، آسیہ گیٹ پشاور)

جناب گرامی قدر مولانا مولانا راشد الحق سمیع صاحب زیدمجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! طالب خیر مع الخیر ہے۔

بعد از سلام مسنون عریضہ پیش خدمت ہے کہ ہدیہ سنیہ (تفسیر لاہوری) آپ حضرات کی جانب سے وصولیابی ہوئی، بہت ہی حوصلہ افزائی ہوئی، ماشاء اللہ ''تفسیر لاہوری'' محتاج تعارف تفسیر نہیں، مولیٰ کریم اسے مفید عالم بنادے اور آپ حضرات کی محنت دین متین علی منہج السلف الصالحین تا قرب سائمہ قائم رکھیں، جوابی خط میں کافی دیر ہوئی معذرت خواہ ہوں۔

- **مولانا میاں ایاز احمد حقانی** (خانقاہ فریدیہ نقشبندیہ کانگڑہ شبقدر)

برادر مکرم صاحب زادہ ذی قدر حضرت مولانا راشد الحق سمیع صاحب زیدمجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اللہ تعالیٰ سے آپ کے صحت وعافیت کے لئے دعاگو ہوں آنجناب کی جانب سے گراں قدر ہدیہ ''تفسیر لاہوری'' موصول ہوا، بے حد شکر گزار ہوں، آپ نے نہ صرف اپنے عظیم والد حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کے نام اور کام کو زندہ رکھا ہے بلکہ ان کے تعلقات کو بھی اسی طرح قائم رکھا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو مزید ہمت وبرکت نصیب فرمائے، ویسے تو مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی پوری زندگی خدمت دین متین کے لیے وقف تھی مگر میرے خیال میں اگر وہ دیگر تصنیف وتالیف اور خدمات کچھ نہ کرتے اور صرف ''تفسیر لاہوری'' کو مرتب فرماتے تو یہی کارنامہ ان کو زندہ وجاوید بنانے کے لیے کافی تھا۔

بہرحال! برادرم آپ صد مبارک باد کے مستحق اور لائق صد تحسین ہیں کہ امت کو یہ عظیم تفسیر شائع کر کے پیش کی، آپ نے تمام حقانی فضلا کی طرف سے فرض کفایہ ادا کیا (واجرکم علی اللہ)

- **مولانا غلام رسول حقانی** (جامعہ دارالعلوم تعلیم القرآن باڑہ گیٹ پشاور)

مخدوم زادہ صاحبزادہ مولانا راشد الحق حقانی صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اپنے انتہائی شفیق استاد اور مربی شہید اسلام حضرت مولانا سمیع الحق صاحبؒ کی بہت ہی اہم اور مفید تفسیری کاوش ''تفسیر لاہوری''، مکمل دس جلدوں میں کتابی شکل میں دیکھ کر اتنی خوشی ہوئی کہ بیان سے باہر ہے۔ ویسے تو الحمدللہ حضرت الاستادؒ کے حسنات کا سلسلہ ''اولاد صالح''، علم نافع اور

''صدقات جاریہ'' کی صورت میں خوب جاری وساری ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ یہ تفسیری کاوش حضرت شہید اسلام کے ان تمام نیکیوں میں لاکھوں،کروڑوں اضافے کا سبب بنے گا۔بندہ ادارہ ''مؤتمر المصنفین'' اوراس کے مدیراعلیٰ صاحبزادہ مولانا راشد الحق سمیع صاحب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے اورمزید ترقی کے لئے دعاگو ہیں۔

- مولانا الطاف الرحمٰن عباسی (شیخ الحدیث جامعہ قرطبہ گلشن کراچی)

محترم المقام حضرت مولانا راشد الحق سمیع صاحب مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ،اللہ کرے مزاج عالی بخیر وعافیت ہو(آمین)

مجمع البحار(تفسیر لاہوری) بہت بہت مبارک!رمضان المبارک سے قبل آنجناب کی طرف سے گرانقدر اورعظیم ہدیہ تفسیر لاہوری موصول ہوا، یادآوری اور اس قابل سمجھنے پر بہت شکریہ، اپنے تفسیری کام میں مشغول ہونے کی وجہ سے فوری طور پر مطالعہ نہ کر سکا، ۱۷ررمضان المبارک ۱۴۴۴ھ بروز ہفتہ تفسیر لاہوریؒ کا مطالعہ کرنے بیٹھا تو ایسا گم ہوا کہ جیسے حضرت لاہوریؒ کے درس میں شریک ہوں۔

مولانا راشد صاحب! آپ کو اورآپ کی ٹیم کو دل کی گہرائیوں سے بہت بہت مبارک ہو، آپ نے اپنے والد کے خلف الرشید ہونے کا ثبوت پیش کیا ہے، میرا دل بے اختیار دعائیں اورقلم بے اختیار مبارکباد دے رہا ہے، آپ کو، حضرت شہیدؒ کے خاندان کو، آپ کی ٹیم کو اور دار العلوم کے فضلا اور متعلقین کو اس عظیم خدمت پر بہت بہت مبارک،طبقہ علماء پر بڑا احسان کیا کہ یہ ذخیرہ کو امت کے سامنے پیش کردیا، یہ تفسیر ان شاء اللہ میری جلیس اور قرین ہوگی، تفصیلی تاثرات پوری پڑھنے کے بعد پیش کروں گا، سردست مبارکباد کے کلمات ہیں، دار العلوم حاضری ہوگی تو ملاقات ہوگی (ان شاء اللہ)

- ڈاکٹر حافظ ساجد انور (ڈائریکٹرادارہ معارف اسلامی منصورہ)

برادرمحترم مولانا راشد الحق حقانی صاحب!السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے ایمان وصحت کی بہترین حالت میں ہوں گے،ہماری لائبریری کے لئے آپ کی ارسال کردہ ''تفسیر لاہوری'' موصول ہوئی ہے، جس کیلئے ہمارا ادارہ آپ کا بے حد شکرگزار ہے، ''تفسیر لاہوری'' کو دیکھ کر خوشگوار حیرت ہوئی کہ مولانا سمیع الحق شہیدؒ گوناگوں اور مختلف الجہت مصروفیات کے باوجود اس علمی کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔آپ کا یہ عطیہ ادارہ کی لائبریری میں گراں قدر اضافہ ہے، دعا ہے کہ یہ عطیہ آپ اور مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے لئے توشہ آخرت ثابت ہو اور اللہ

تعالیٰ ہم سب کو دنیا وآخرت میں اپنی حسنات سے نوازے، ہم امید کرتے ہیں کہ یہ علمی تعاون آئندہ بھی جاری رہے گا (جزاک اللہ خیرا)

- **مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی** (مشرف تخصص فی التفسیر جامعہ حقانیہ)

''تفسیر لاہوری'' کی اشاعت استاد محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی دو آرزوئیں تھیں ایک جامع مسجد مولانا عبدالحقؒ کی تعمیر مکمل ہو اور دوسری ''تفسیر لاہوری'' کی اشاعت میری زندگی میں ہو جب اللہ تعالیٰ کے ہاں حاضری ہو تو تفسیر قرآن ہاتھ میں ہو لیکن......

ما کل ما یتمنی المرء یدرکہ   تجری الریاح بما لا تشتہی السفن

اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ اللہ نے دونوں کاموں کی تکمیل کی سعادت حضرت شہیدؒ کے فرزند مدیر ماہنامہ ''الحق'' حضرت مولانا راشد الحق سمیع مدظلہ کو نصیب فرمائی، مسجد بھی مکمل ہوگئی ہے اب اس میں تزئین وآرائش کا کام ہو رہا ہے اور بحمد اللہ ''تفسیر لاہوری'' بھی شائع ہو چکی ہے، تفسیر کے کام میں مولانا شہیدؒ کے دست راست مولانا مفتی محمد فہد مردانی اور برادرم مولانا محمد اسلام حقانی صاحبان تھے، آپ مسودات کو صاف کر کے حضرت شہیدؒ کے سامنے پیش کرتے اور حضرت تصحیح وعنوانات کا کام سر انجام دیتے۔ بہرحال! یہ ایک عظیم الشان کاوش اور قرآن مجید کی خدمت ہے جس پر حضرت مولانا راشد الحق سمیع سمیت جملہ خانوادہ حقانیہ اور مولانا محمد فہد مردانی مبارکباد اور تحسین کے مستحق ہیں۔

- **مولانا عبدالرؤف بادشاہ** (چیف ایڈیٹر ماہنامہ ''الصدیق'' صوابی)

محترم المقام عزیزی القدر حضرت مولانا راشد الحق سمیع صاحب مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اللہ کرے مزاج عالی بخیر وعافیت ہوں (آمین)

''تفسیر لاہوری'' کے کچھ اوراق کے مطالعے سے اس عظیم الشان شاہکار تفسیر کی خصوصیات اور علمی انداز کا اندازہ ہوا، یہ تفسیر شاہکار کیوں نہ ہو جبکہ اس کا مفسر امام اولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ جیسے رموز واسرار تفسیر کا رمز شناس ہو اور مرتب شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہید نور اللہ مرقدہ جیسی شخصیت اور ہستی ہو اور معاون برادر عزیز مولانا راشد الحق سمیع جیسا مدبر ہو، یقیناً یہ تفسیر تفسیری ذخیرہ میں ایک مفید اضافہ اور قابل قدر علمی کاوش ہے جو ہر لحاظ سے قابل صد تحسین اور قابل مبارکباد ہے۔ یہ حضرت لاہوریؒ کی کرامت بعد الوفات ہے کہ تقریباً نصف صدی کے بعد حضرت شہیدؒ نے وہ درسی اَمالی تالیفی اسلوب میں منتقل کئے جو کہ ایک مشکل کام تھا اور تلامذہ لاہوری پر امت

کا جو قرض تھا وہ حضرت شہیدؒ کی طرف سے کما حقہ ادا ہوا۔

محترم! میری طرف سے ایک بار پھر آپ کو، آپ کے خانوادے کو اور آپ کی ٹیم کو دل کی گہرائیوں سے ہزار ہا مبارک ہو، اس تفسیر کو منظر عام پر لانے اور اس کی اشاعت میں بھرپور صلاحیتیں صرف کرنے پر، آپ نے اپنے والد کے الولد سر لابیہ کا ثبوت پیش کیا ہے، اللہ تعالیٰ مزید ترقیات سے نوازے اور یہ کاوش آپ اور ہم سب کی نجات اخروی کا ذریعہ ہو۔ (آمین)

● اظہر بختیار خلجی (ناظم رابطہ تنظیم اسلامی لاہور)

سیدنا المحترم المکرم جناب مولانا راشد الحق سمیع زیدمجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! والا نامہ باعث سرفرازی ہوا، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ مع اپنے اہل وعیال وذریت کے بخیر وعافیت ہوں، حافظ عاکف سعید صاحب کے نام بھیجی گئی آپ کی ''تفسیر لاہوری'' ۱۵ مارچ کو موصول ہو گئی تھی۔ میں امیر تنظیم اسلامی کی جانب سے آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے انتہائی خلوص کیساتھ مذکورہ تفسیر کے ''مطالعہ وتبصرہ'' کیلئے ہمارا بھی چناؤ کیا۔ ان شاء اللہ امیر محترم جلد ہی وقت نکال کر اور تفسیر کا مطالعہ کر کے ''تعارف وتبصرہ'' بھیج دیں گے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کے والد کی اس کاوش کو توشہ آخرت بنائے، عوام الناس میں اس تفسیر کو قبولیت عامہ عطا فرمائے اور کرہ ارضی پر غلبہ دین حق کا ذریعہ بنائے تاکہ حضرت والا مرحوم و مغفور کا وہ خواب شرمندہ تعبیر ہو جائے جس کیلئے وہ ساری زندگی کوشاں رہے اور شہادت کے مرتبہ عظیم پر فائز ہو گئے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت پر استقامت عطا فرمائے اور ہمارا حامی و ناصر ہو۔

● مولانا مفتی محمد وہاب حقانی　(رئیس دارالافتاء دارالعلوم اسلامیہ سوات)

محترم ومکرم جناب حضرت مولانا راشد الحق سمیع صاحب (مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''الحق'')

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! سب سے پہلے ''تفسیر لاہوری'' کی تکمیل اور شاندار اشاعت و طباعت پر ہزاروں فرزندگان حقانیہ کی طرح مجھ فقیر کی طرف سے بھی صد ہا بار مبارکباد قبول فرمائے تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ بارك اللّٰه لك مزيداً فى مساعيك الجميلة (آمین) تکمیل اور پھر اشاعت یقیناً کوئی آسان کام نہیں تھا لیکن اللہ کریم نے آپ کی اخلاص بھری شبانہ روز محنت اور جدوجہد کو قبولیت سے نواز کر ہم سب فرزندگان حقانیہ پر بالخصوص اور علمی دنیا پر بالعموم احسان عظیم کیا، اللہ کریم دارین میں اس کے صلہ سے آپ کو نوازے (آمین)

کس کس کمال ان کا کوئی اقرار کرے
ان کے تو ہر کمال میں لاکھوں کمال ہیں

بندہ کے نام پورا سیٹ ارسال کرنا، یقیناً والہانہ خوشی کا سبب بنا، میری زندگی میں بڑی بڑی مسرت کے مواقع میں سے یہ اہم پرمسرت موقع بھی تاریخی بن گیا ہے۔

اللہ کریم سے دست بدعا ہوں کہ اس رمضان اور تفسیر قرآن کی برکت سے میرے اور آپ کے بلکہ بہتوں کے شریک والد حضرت شہیدؒ کو اعلیٰ مقامات جنان سے نوازے اور یہ فیض تا قیامت جاری و ساری رکھے اور خانوادۂ شیخ الحدیثؒ کے ایک ایک فرد کو آلام و مصائب سے محفوظ رکھے اور طویل زمانہ تک اس دور فتن میں مخلوق خدا کو راہ راست کا ذریعہ وسیلہ بنائے (آمین)

- **مولانا انعام الرحمٰن شانگلوی صاحب** (ناظم جامعہ تحسین القرآن نوشہرہ)

استاد محترم شہید ملت حضرت مولانا سمیع الحق صاحبؒ کی ایک دیرینہ خواہش جو الحمدللہ پایہ تکمیل تک پہنچ گئی، الحمدللہ! راقم اور برادرم اسرار مدنی نے ابتدائی مراحل میں کئی صفحات میں اپنا حصہ شامل کیا تھا، حضرت شیخ شہیدؒ کے مسودات سے کچھ ابتدائی صفحات نقل کرنے کی سعادت احقر کو حاصل ہوئی، اللہ تعالی قبول فرمائے، عظیم کاوش پر موتمر المصنفین کے جملہ اراکین خصوصاً مخدوم و مشفق، نگران موتمر، مدیر ''الحق'' برادرم محترم مولانا راشد الحق سمیع صاحب اور ''موتمر'' کے بااعتماد رکن، مرتب تفسیر برادرم مفتی فہد حقانی، مولانا محمد اسلام حقانی اور جناب بابر حنیف صاحبان کو بہت بہت مبارک ہو بلکہ تمام فضلائے درس نظامی اور حقانی برادری کو بھی بہت بہت مبارک ہو۔

- **مولانا عبدالحق ثانی** (مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ)

شہید اسلام حضرت دادا جان مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی حیات کے آخری ایام کا گویا اوڑھنا بچھونا ہی ''تفسیر لاہوری'' کی تکمیل تھا، رات دن چاہے سفر ہو یا حضر یہاں تک کے اسپتال کے بستر پر بھی موقع پاتے ہی تفسیری مسودات کے لئے مستعد رہتے، الحمدللہ! اپنی حیات میں ہی حضرت شہید ساڑھے ستائیس پاروں کی تکمیل کر چکے تھے۔ بقیہ ڈھائی پاروں کی تکمیل کے بعد تقریب ختم بخاری شریف جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں اس عظیم کاوش کو اہل اسلام کے روبرو پیش کردیا گیا۔ اللہ تعالی ''تفسیر لاہوری'' کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے اسے حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے لئے صدقہ جاریہ بنائے اور ان کے درجات بلند فرمائے (آمین)

صاحبزادہ عبدالحق ثانی

دارالعلوم کے شب و روز

دارالعلوم حقانیہ میں نئے تعلیمی سال ۴۵-۱۴۴۴ھ (۲۰۲۳ء-۲۰۲۴ء) کا آغاز

دارالعلوم حقانیہ میں (۶۷ویں) نئے تعلیمی سال ۴۵-۱۴۴۴ھ (۲۰۲۴-۲۰۲۳ء) کا باقاعدہ آغاز بروز ہفتہ ۶ رمئی ۲۰۲۳ کو دارالحدیث ہال میں درس ترمذی شریف سے ہوا، تقریب میں تمام اساتذہ، منتظمین اور قدیم و جدید طلباء نے شرکت کی، افتتاحی تقریب ایوان شریعت ہال میں صبح گیارہ بجے منعقد ہوئی، حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے ترمذی شریف سے باقاعدہ درس کا آغاز فرمایا اور طلباء کو قیمتی نصائح سے نوازا، اس کے بعد نائب مہتمم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ نے جدید طلباء کو جامعہ کے اصول و ضوابط سے روشناس فرمایا، تقریب کا اختتام شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس صاحب مدظلہ کے خطاب اور پراثر دعا سے ہوا، امسال بھی الحمدللہ ہزاروں تشنگان علم ام المدارس جامعہ حقانیہ میں جوق در جوق تشریف لائے اور دو ہفتوں پر محیط داخلوں اور امتحانات کے سخت سلسلے کے بعد کامیاب طلباء کو داخلے دیئے گئے۔

شعبہ تخصصات کا اجلاس اور ''تخصص فی التفسیر'' کا اجراء

بروز ہفتہ ۶ رمئی ۲۰۲۳ شعبہ تخصصات کے نگران اعلیٰ عم مکرم حضرت مولانا راشد الحق سمیع صاحب کے دفتر میں شعبہ تخصصات کے اساتذہ اور مشرفین کا باہمی اجلاس شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ کی زیر صدارت منعقد ہوا، نامور عالم دین و محقق حضرت مولانا سجاد الحجابی مدظلہ نے ''تخصص فی الدعوۃ والعقیدہ'' کا نیا مجوزہ نصاب شرکاء کو پڑھ کر سنایا اور نئے نصاب میں شامل کتابوں کا جامع تعارف پیش کیا، مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی صاحب نے نئے شعبہ ''تخصص فی التفسیر'' کا مجوزہ نصاب پیش کیا، اجلاس میں شریک اساتذہ نے دونوں نصابوں پر اپنی اپنی آراء اور تجاویز پیش کیں اور اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ دارالعلوم کا شعبہ ''تخصصات'' بہت تیزی کے ساتھ اللہ کی خصوصی توفیق کے باعث ترقی کر رہا ہے، اجلاس میں حضرت مولانا فیض الرحمٰن، مولانا مفتی مختار اللہ حقانی، مولانا مفتی حبیب اللہ قاسمی، شیخ محسن رفاعی، مولانا مفتی ڈاکٹر شوکت اللہ، مولانا محمد اسلام حقانی، مفتی یاسر نعمانی، مولانا مفتی اسامہ، مولانا حبیب اللہ نور اور قاضی عبداللہ وغیرہم نے شرکت کی۔

حضرت مہتمم صاحب کی مصروفیات

۳؍اپریل: روزنامہ ''اسلام'' کے مدیر مولانا محمد شفیع چترالی دارالعلوم تشریف لائے جہاں انہوں نے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ اور عم مکرم مولانا راشد الحق سمیع صاحب سے تفصیلی ملاقات کی۔

۷؍اپریل: حضرت مہتمم شیخ الحدیث مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ عمرے کی ادائیگی کے لئے حرمین شریفین تشریف لے گئے،آپ کے ہمراہ مولانا سلمان الحق حقانی بھی تھے،آپ کی واپسی ۲۵؍اپریل کو ہوئی۔حرمین میں فضلائے حقانیہ کثیر تعداد میں آپ سے ملاقاتیں کیں نیز دیگر ممالک کے علماء نے بھی آپ سے استفادہ کیا۔

۲۵؍اپریل: حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے جامعہ کے نئے تعلیمی سال کے اجلاس کی صدارت فرمائی اور اساتذہ کو مفید ہدایات بھی دیں۔

۳؍مئی: حضرت مہتمم صاحب مدظلہ وفاق المدارس العربیہ کے عاملہ اجلاس کیلئے کراچی تشریف لے گئے جہاں آپ نے اجلاس میں شرکت فرمائی اور اہم خطاب بھی فرمایا۔

حضرت نائب مہتمم مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ کی مصروفیات

۵؍اپریل: والدمحترم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ،نائب مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ وامیر جمعیت علمائے اسلام سعودی سفیر جناب نواف سعید المالکی کی جانب سے دیئے گئے افطار ڈنر میں شرکت کے لئے اسلام آباد تشریف لے گئے جہاں تقریب میں دیگر سیاسی و مذہبی رہنماؤں سے ملاقاتیں کیں۔

افغان وزیر خارجہ مولانا امیر خان متقی سے ملاقات

۷؍مئی: افغان وزیر خارجہ مولانا امیر خان متقی کی جانب سے مذہبی و دینی جماعتوں کے قائدین اور علمائے کرام کے اعزاز میں سینیٹر طلحہ محمود کی میزبانی میں عشائیہ کی تقریب کا انعقاد کیا گیا،تقریب سے جمعیت علما اسلام کے امیر اور جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے نائب مہتمم مولانا حامد الحق حقانی صاحب نے خطاب کرتے ہوئے افغان وزیر خارجہ اور ان کے ہمراہ آئے ہوئے وفد کو خوش آمدید کہا،تقریب میں جامعہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس،مولانا راشد الحق سمیع،مولانا سید محمد یوسف شاہ،مولانا اسامہ سمیع،مولانا خزیمہ سمیع صاحبان کے علاوہ دیگر نے شرکت کی۔

۶؍اپریل: امسال بھی جامعہ حقانیہ کے سالانہ تعطیلات کے دوران جامعہ کے قابل مدرس مولانا بلال

عابد صاحب نے دورہ ''تفسیر القرآن'' کا اہتمام فرمایا۔اختتامی تقریب سے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے خطاب اور دعا فرمائی جبکہ حضرت نائب مہتمم صاحب مدظلہ نے شرکائے دورہ میں اسناد تقسیم کیں۔

۸/اپریل: چیئرمین دفاع پاکستان کونسل مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ کی زیرصدارت اسلام آباد ہوٹل اسلام آباد میں دفاع پاکستان کونسل کا اہم اجلاس منعقد ہوا اجلاس میں دیگر مذہبی و سیاسی قائدین نے شرکت کی۔ ☆ ۱۴/اپریل: حضرت نائب مہتمم مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ نے جامع مسجد جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں جمعۃ الوداع کے موقع پر اجتماع سے خطاب فرمایا جس میں امت مسلمہ کے مظلوم مسلمانوں بالخصوص قبلہ اول بیت المقدس شریف کے مظلوم مسلمانوں سے اظہار یکجہتی کی علامت کے طور پر منانے کی اپیل کی۔

۱۵/اپریل: ندوۃ العلماء کے سربراہ اور مسلم پرسنل لا کے صدر ہندوستان و پاکستان کی بڑی علمی و ادبی شخصیت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندویؒ کے سانحہ ارتحال پر دلی افسوس کا اظہار کیا۔

گورنر خیبر پختونخوا حاجی غلام علی صاحب کی جامعہ حقانیہ آمد اور ملاقات

۱۶/اپریل: جمعیت علما اسلام کے امیر دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین اور جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے نائب مہتمم مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ سے گورنر خیبر پختونخوا حاجی غلام علی صاحب کی جامعہ حقانیہ میں ملاقات، ملاقات میں ملکی اور قومی مسائل کے حوالے سے تبادلہ خیال کیا گیا، حضرت مولانا حامد الحق صاحب مدظلہ نے گورنر خیبر پختونخوا کی جامعہ حقانیہ آمد پر ان کو خوش آمدید کہا، بعد ازاں گورنر جناب حاجی غلام علی صاحب نے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ اور حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی قبور پر فاتحہ خوانی کی، گورنر خیبر پختونخوا کے صاحبزادے میئر پشاور حاجی زبیر علی و دیگر ہمراہ تھے۔

۱۷/اپریل: جامعہ کے شعبہ حفظ والتجوید میں ختم القران فی التراویح کی تقریب کا انعقاد کیا گیا، تقریب کے مہمان خصوصی والد ماجد حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ تھے، ماہ رمضان مبارک کے دوران صلوٰۃ تراویح میں حفاظ کرام نے کل ۳۰ مرتبہ ختمات قران فرمائے، تراویح میں پارے سنانے والے طلبہ میں انعامات تقسیم کئے اور انہیں مبارکباد دی۔تقریب میں شعبہ حفظ کے اساتذہ کے علاوہ جامعہ کے مدرسین وعملہ نے بھی شرکت کی ☆ ۲۰/اپریل: حضرت والد مدظلہ نے ایڈیشنل چیف سیکرٹری خیبر پختونخوا جناب زبیر اصغر قریشی سے انکی شریک حیات کی وفات پر اکوڑہ خٹک میں تعزیت کی۔

☆ جامع مسجد مولانا عبدالحق دارالعلوم حقانیہ میں محفل شبینہ ختم القرآن کی تقریب میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور بعدازاں مفصل خطاب فرمایا، اس موقع پر منتظم محفل شبینہ حافظ منظور احمد و دیگر حفاظ موجود

تھے۔حافظ منظور صاحب گزشتہ کئی دہائیوں سے عیدگاہ و دارالعلوم کی مسجد میں شبینہ کا اہتمام کرتے ہیں۔

۲۲ر اپریل : نماز عیدالفطر کا مرکزی اجتماع عیدگاہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں منعقد ہوا، حضرت والد صاحب مدظلہ نے ہزاروں افراد کے منعقدہ اجتماع سے مفصل خطاب فرمایا، بعدازاں عید کے تینوں روز ملک بھر سے آئے ہوئے محبین ومعتقدین و جمعیت کے کارکنان سے اپنی رہائش گاہ میں ملاقاتیں کیں اور انہیں عید کی مبارکباد پیش کیں۔

۲۷ر اپریل: جامعہ تعلیم القرآن مغلکی نوشہرہ میں سالانہ دستار بندی تقریب میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور طلباء سے خطاب فرمایا۔

۳۰ر اپریل : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع مردان کے امیر قاری اکرم الحق کی والدہ کی وفات پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کیا اوران سے تعزیت کی جبکہ مولانا راشد الحق صاحب ان کے گاؤں زیدہ تعزیت کے لئے بھی تشریف لے گئے تھے۔☆ ۳ر مئی :عوامی نیشنل پارٹی کے زیراہتمام اسلام آباد میں منعقدہ آل پارٹیز کانفرنس میں شرکت کی اور خطاب فرمایا۔

سفر حرمین شریفین

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ نے امسال رمضان المبارک کے مقدس ماہ میں حرمین شریفین کے سفر کی سعادت حاصل کی جس میں مہتمم جامعہ شیخ الحدیث حضرت مولانا انوارالحق صاحب، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحلیم (دیربابا جی)، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس ،حضرت مولانا خیرالبشر ،عم مکرم حضرت مولانا راشد الحق سمیع ،حضرت مولانا سید محمد یوسف شاہ، حضرت مولانا تاج محمد، حضرت مولانا سعید الرحمٰن حقانی، حضرت مولانا سلمان الحق حقانی ،حضرت مولانا عرفان الحق ،حافظ معز الحق ،حضرت مولانا مفتی مختار اللہ حقانی، حضرت مولانا مفتی شیر عالم ،حضرت مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی ،مولانا جمعہ خان مروت صاحبان شامل تھے۔

وفیات: ۱۴ر اپریل: جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کے شعبہ دارالافتا کے رئیس شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی سیف اللہ حقانی مروت صاحب مدظلہ کی اہلیہ وفات پاگئیں جن کا نماز جنازہ رات ساڑھے دس بجے جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں ادا کیا گیا ☆ ۱۳ر اپریل: حضرت والد مدظلہ کی ''دی سٹوڈنٹس ماڈل ہائی سکول'' اکوڑہ خٹک کے پرنسپل اسرار سکندر کی خوشدامن صاحبہ کی نماز جنازہ میں شرکت اور جملہ پسماندگان سے تعزیت فرمائی۔ ☆ ۱۰ر اپریل کو حضرت والد ماجد مولانا حامد الحق حقانی مدظلہ نے مغلکی نوشہرہ میں مولانا شمس الرحمٰن مرحوم کے جنازہ میں شرکت کی اور بعدازاں شرکاء سے خطاب فرمایا۔

مولانا محمد اسلام حقانی
نائب مدیر ماہنامہ "الحق"

تعارف وتبصرہ کتب

- **تفسیر لاہوری**　　افادات: شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ

ضبط و تالیف: شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہیدؒ　　زیر نگرانی: حضرت مولانا راشد الحق سمیع

ترتیب وتدوین: مولانا محمد فہد حقانی　　ضخامت: ۵۵۲۳ صفحات (۱۰ جلد)　　ناشر: موتمر المصنفین جامعہ حقانیہ

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکامات اور تعلیمات کا مجموعہ اور مآخذ ہے، یہ مقدس کتاب اللہ تعالیٰ کا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے بندوں سے کیا گیا آخری خطاب ہے، یہ اس قدر جامع اور وسیع المعانی کلام ہے کہ کسی بھی زبان میں اس کے حتمی ترجمہ اور تفسیر کا حق ادا نہیں کیا جا سکتا، اس کی ہر آیت یکتا و بے مثل اور ہر ہر لفظ علوم و معانی کی ایک بحر بیکراں ہے جس کی وسعتوں کا کوئی کنارہ نہیں، اس لئے مفسرین کرام کی یہ اہم ذمہ داری رہی ہے کہ وہ اس عظیم کتاب کے ترجمہ اور تفسیر کے ذریعے عامۃ الناس کی رہنمائی فرمائیں، اسی لئے عہد نبویؐ سے لے کر اب تک ہر دور میں مفسرین کرام نے قرآن کریم کے ترجمہ و تفسیر کو اپنا نصب العین بنایا، گزشتہ چودہ صدیوں میں سینکڑوں زبانوں میں قرآن حکیم کے تراجم ہو چکے ہیں اور کم وبیش دو صدیوں میں صرف اردو زبان میں سینکڑوں اردو تراجم کئے گئے اور مختلف زبانوں میں تفاسیر کا بھی ایک لامتناہی سلسلہ ہے جو اب تک جاری ہے، اس کے علاوہ قرآن کے دروس کے سلسلے میں بھی اہل علم کی خدمات عہد نبویؐ سے لے کر اب تک مسلسل جاری ہے، ان دروس قرآن کے سلسلوں میں سے ایک سلسلہ درس امام الاولیاء شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کا بھی تھا جن سے اُس دور کے قابل قدر اور جید علمائے کرام نے استفادہ کیا، ان نابغہ روزگار ہستیوں میں ایک نام استاد محترم شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا بھی ہے، آپؒ نے تفسیر میں مولانا احمد علی لاہوریؒ سے استفادہ کیا، حضرت لاہوریؒ وہ ہستی ہیں جنہیں برصغیر پاک و ہند کے اہل علم، عقیدتمند اور تلامذہ امام الاولیاء کے لقب سے یاد کرتے ہیں، آپ ایک جامع الکمالات شخصیت کے مالک، جید عالم دین، عظیم مفسر اور صاحب نسبت بزرگ تھے، دینی علوم کی نشر و اشاعت خاص کر تفسیر وترجمہ قرآن کے درس وتدریس میں انہوں نے قابل فخر کارنامے سرانجام دیئے۔

زیر تبصرہ کاوش "تفسیر لاہوری" بھی اُنہی کے تفسیری افادات کا مجموعہ ہے جسے شیخ الحدیث

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے نہایت عرق ریزی، جانفشانی اور شب و روز محنت کے بعد بڑے اہتمام سے مرتب کیا جس کی طباعت واشاعت آپ کی دیرینہ آرزو اور تمنا تھی جو اُن کی حیات میں پوری نہ ہوسکی، اس عظیم الشان تفسیری کاوش کو متعدد اوصاف، خوبیوں اور خصوصیات کی بنیاد پر عصر حاضر کی اہم ترین تفاسیر میں شمار کیا جاسکتا ہے اور یقیناً یہ تفسیری ادب میں ایک شاندار اور منفرد اضافہ بھی ہے، "تفسیر لاہوری" کو عربی، فارسی اور اردو کے اہم ترین تفاسیر کا خلاصہ قرار دیا جا سکتا ہے، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ بہت سی تفاسیر سے استفادہ کیا کرتے تھے اور دورانِ درس عامۃ الناس کے فہم کو بھی پیش نظر رکھتے اور علماء کے ذوق کی آبیاری بھی فرماتے تھے، اب منظر عام پر آنے کے بعد اسے ایک عام فہم تفسیر قرار دیا جا سکتا ہے جس میں حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے ہر آیت کی تفسیر پر عنوانات لگا کر اُسے مزید سہل بنا کر چار چاند لگا دیئے۔ "تفسیر لاہوری" کی ایک اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ اس میں علمی مضامین کے ساتھ ساتھ احسان وسلوک (تصوف) کے مباحث پر بھی سیر حاصل روشنی ڈالی گئی ہے، عصر حاضر کے زندہ اور حقیقی مسائل پر بحث کے ساتھ ساتھ قرآن کے مطالب کو عصر حاضر پر تطبیق بھی احسن طریقے سے کیا گیا ہے، آپ کو جگہ جگہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے علوم و معارف نظر آئیں گے، اس لئے اگر اس تفسیر کو علوم شاہ ولی اللہؒ کا دائرۃ المعارف (انسائیکلوپیڈیا) کہا جائے تو بجا ہوگا، دس جلدوں اور ساڑھے پانچ ہزار صفحات پر مشتمل "تفسیر لاہوری" قرآن کریم کی ایک ایک آیت اور ایک ایک لفظ کو سمجھنے کیلئے کسی نعمت سے کم نہیں، انداز بیان نہایت دلنشین، سادہ، عام فہم اور اثر انگیز ہے، پڑھنے کے دوران قاری کو یوں محسوس ہوگا کہ علوم و معارف، اسرار و رموز اور دانائی و حکمت کا ایک چشمہ ہے جو بہہ رہا ہے اور ہر شخص اس سے بقدر ظرف استفادہ کرسکتا ہے۔

استاد مکرم مولانا راشد الحق سمیع مدظلہ قابل صد مبارکباد و لائق صد تحسین ہیں کہ انہوں نے اپنے والد شہیدؒ کی ایک دیرینہ آرزو و تمنا کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا اور اہل علم پر احسان عظیم کیا کہ ایک ضخیم علمی ذخیرہ کو منظر عام پر لائے، اسی طرح رفیق محترم مولانا محمد فہد حقانی بھی لائق داد ہیں کہ شب و روز کی محنت شاقہ کے بعد اس تفسیر کو مدون کرنے کی سعادت حاصل کی، تحدیث نعمت کے طور پر راقم کو لکھنا پڑتا ہے کہ اس عظیم تفسیری کاوش میں احقر کو بھی کام کرنے کا زیادہ موقع نصیب ہوا، حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے راقم کو حکم دیا تھا کہ آپ مولانا فہد حقانی کے ساتھ معاونت کرتے رہیں، اللہ تعالی اس عظیم الشان شاہکار کو حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اور مولانا شہیدؒ کیلئے رفع درجات کا وسیلہ، مولانا راشد الحق سمیع، مولانا محمد فہد حقانی، جناب بابر حنیف صاحبان اور راقم سمیت جملہ موتمر المصنفین کے معاونین کے لئے مزید علمی ترقیات کا ذریعہ بنائے (آمین)